

فہرست مضامین

۱) سفرنامہ دہلی - درخواست دعا - دلداران کا ہفتہ
۲) تانہ الہامات اور ڈیا - اطلاع - حوالہ

(۶) حضرت مولانا محمدوم المصطفیٰ رضی اللہ عنہ { مکتوب حامد - روزانہ الحکمہ کا اجزا }

(۳) ایک ہندو کو یسوع کی محبت نے عیسائی بنادیا۔
” جو نے سے بچا لیا۔“

استفسار اور اون کے جواب

(۴) کون توجہ کریگا۔ لنگر خانہ کی آمد۔ ۵۵۔

(۵) کلمات طیبات حضرت امام الزمان علیہ السلام

154

(۶) بعض اویہ سماجیوں کی شہرت۔
 "ذیلور کی زکوٰۃ۔"

۱۲۔ عید الگم اور انعام روت کا وقت الگ۔

(۸) اشتهايات

رَبِّهِ لَئِنْ غَيَّرُوا بِعَهْدِي لَأَغَيِّرُنَّ خَلْقَهُمْ
أَنَّهُ أَوَى الْفِرْيَاءِ

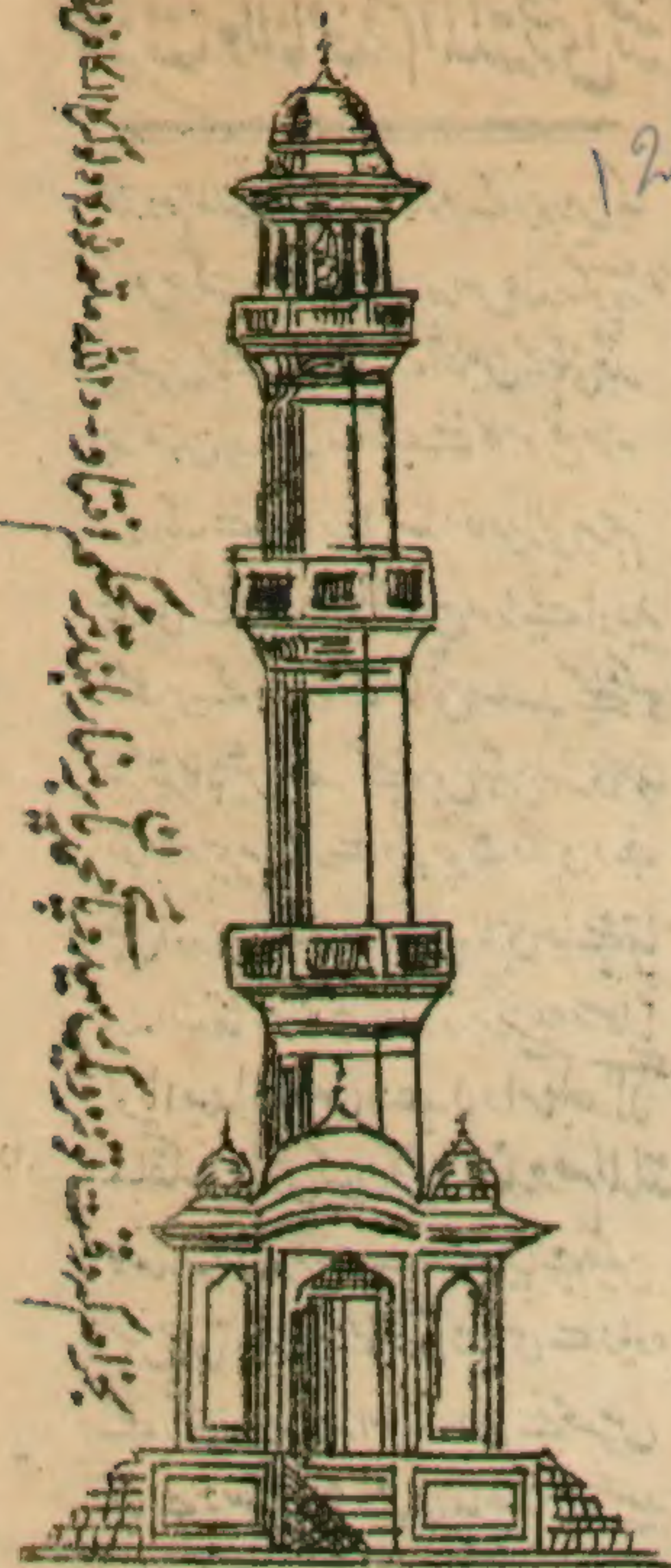
Digitized by Khilafat Library

چہ گویم یا تو گراں جہاد قایمان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراز احمدی

میشکی قیامت

۱۱) اخوام سے ۷ (۲) خواص و معاونین سے غلہ (۱۲) ہندوستان کی باہر سے (۱۳) غیر مذہب والوں سے کیے (۱۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے



بجز آنکه هر دو قسمت تو نیز و یک سیر را با محمد پادشاه حکم از خدا و - و الله متعالی بود و در آنرا انکار نیست =

نمبر ۴۴ قادیان و الامان و حرمه و انومبر ۵۰۹ و مطابق ۱۹ رمضان بعظم ۱۲۳۲ جلد ۹

سفرنامہ ملی

دہلی کے سفر نامہ کے متعلق بعض دوستوں نے
 رائے دی ہے کہ وہ جہانگیر کی کتاب کی صورت میں
 ضائع کیا جاوے مگر میں اسکی ضرورت نہیں سمجھتا۔
 اسنے المحکم کی اعلیٰ اشاعت کو انشاء اللہ العزیز
 ایڈیٹر المحکم کا کلیہ ہوا سفر نامہ چھپنا شروع
 ہو جائیگا جس میں جہانگیر کے گاہے پورے
 کو ایف درج کرنے کی کوشش کی جائیگی۔

سال روان ختم ہو گیا آیا جن احباب کے ذمہ بقایا
ہے وہ براہ کرم اب تو سیدین - مطیع کیطرت
سے جو دی پی روانہ ہو رہے ہیں انہیں وصول
کر کے مطیع کی بروقت اعانت کی جائے۔ یہ سہ
بھی یاد رہے کہ حسب معمول ۱۰ - دسمبر
۱۹۰۷ء کا ایسا سالانہ قیمتوں کے لئے
دی پی کیا جائیگا ناظرین آگاہ رہیں اگر قری
کاموں کو اپنے ذاتی کاموں کی طرح سمجھ لیا جاوے
تو بہر کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ دی پی واپس ہوں
اور کارخانہ کو نقصان پہونچے

درخواست

بابو عبدالحق صاحب جو الحکم کے خاص معاون اور
اسکی ترقی شاعت میں بہت بڑا حصہ لینے والے
نوجوان ہیں اور پہلے سنکڑوں میں سب پوسٹ ماسٹر تھے
اور اب دارالامان کی اقامت کو باعث سعادت سمجھ
کر مدرسہ تعلیم الاسلام میں کام کرتے ہیں۔ وہ ایک
مقدمہ کی لپیٹ میں آئے ہیں احمدی احباب اپنے
بہائی کی دعاؤں سے مدد کریں رمضان کے ان
ایام میں اچھا موقع ہے۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۰۔ نومبر ۱۹۰۷ء کو اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسجح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خیر و عافیت سے ۱۲ بجے کے قریب ارالامان آپہنچے۔ اکثر خدام استقبال کے لئے راستہ میں جا ملے۔ آپ دارالامان پہونچکر نماز جمعہ جماعت کے ساتھ ادا کی۔ آپ اور آپ کے اہل بیت کی صحت الحمد للہ اچھی ہے۔

(۲) حضرت حکیم الامتہ کی صحت بھی الحمد للہ اچھی ہے اور آپ خرمب دین بین بدستور مصروف۔

حضرت مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ کی بجائے اب نما

پنجگانہ کے امام آپ ہی ہوتے ہیں۔

(۱۴)۔ فاضل امر وہی امر تشریح چند روز کیلئے
والہیں امر وہ تشریف لے گئے ہیں فاضل امر وہی
قرآن شریف کی ایک تفسیر لکھنا چاہتے ہیں اس کا نام
کوانہوں نے شروع کر دیا ہے اللہ تعالیٰ ان کی
مدد کرے۔ آمین۔

تازہ الہاما اور ریاحتب ذیل میں

امرت کہ۔ ۹۔ نومبر ۱۹۵۹ء۔ صبح کو ریلی میں
دیکھا کہ بہت سے گئے تھیں فرمایا اس سے مراد کوئی
مفسدہ یا ہنگامہ ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی
الہام ہوا۔ اِنی مع الرسول اقوہ یعنی میں
اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا۔

سیدہ ثویا اور الہام آپ نے لیکچر سے پہلے سنا دیا
نہا لیکچر شروع کرنے کے آدھ گھنٹہ بعد پورا گیا
کو تاہ اندیش مخالفون اور مفسدون نے اس قدر
شور و شر پیدا کیا کہ اپنی طرف سے وہ اپنے منصوبے
میں کامیاب ہو گئے۔ (اسکا مفصل ذکر سرفراز
مین ہوگا)

قادیان - ۱۱ - نومبر ۱۹۰۵ء - ہمانویہ

بعض الذی وعدہم اذ انتو قینک
ترجمہ۔ یا تو بعض وہ باتیں ہم تمہکو دہائیے
جسکا انکو ہم نے وعدہ دیا ہے یا مجھے وفات
دین گے۔
لَا يَقْبَلُ عَمَلٌ مِّثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنْ غَيْرِ
التَّقْوَى۔ یعنی تقویٰ کے بغیر کوئی عمل

ذرہ برابر بھی قبول نہیں کیا جاتا۔ دیکھو دلو
 الہام نمازِ ظہر کے وقت سُنا لیتے۔
 ۱۴۔ نومبر ۱۹۷۱ء ایک کاغذ دکھایا گیا جس
 پر عربی عبارت میں ایمان کے اقسام لکھے ہوئے
 ہیں وہ عبارت یاد نہیں رہی۔ مگر اس کا مطلب
 غالباً یہ تھا کہ ایمان چار قسم ہے ایک روایتی ایمان
 دوسرا وہ جو بصیرت سے حاصل ہوتا ہے تیسرا
 حالی ایمان۔ چوتھا استغرائی جو عموماً حاصل
 ہوتا ہے۔

اطلاع

ابھی اکثر دیکھا جاتا ہے کہ خرید میں
خطا و کوتاہی میں بخریداری جو کہ خط
پر چھپا ہوا ہے اس کی خرید میں کمی و زیادتی

یکم اکتوبر ۱۹۵۷ء قبل دوپہر

{ شرک نے مندرجہ ذیل دو سوال کئے اور
جواب پایا - ایڈیٹر }

سوال - اگر کوئی چوری یا زنا کے ارادے سے
جاوے مگر نکرے تو کیا گناہ ہوگا۔

جواب - جو خیالات و سوچوں کے رنگ میں دل
میں گذرتے ہیں اور ان پر کوئی عزم و ارادہ انسان
نہیں کرتا ان پر مواخذہ نہیں ہے لیکن جب کوئی
خیال بدل میں گذرے اور انسان اس پر مصمم
ارادہ کرے تو اس پر مواخذہ ہوتا ہے اور وہ گناہ
ہے جسے ایک آچکا دل میں خیال کرے گرفتار
ہو کر قتل کر کے اس کا زیور اتار لوں گا تو گواہی
جرم نہیں لیکن مدعا کے نزدیک وہ مجرم ہے
اور سزا پائیگا۔ یاد رکھو دل کا ایک فعل ہوتا ہے
مگر جب تک اس پر مصمم ارادہ اور عزیمت نہ کرے اسکا
کوئی اثر نہیں۔

سوال - جو لوگ لڑائیوں میں جاتے ہیں اور
وہاں قتل کرتے ہیں کیا وہ قتل انگناہ ہے
یا نہیں۔

جواب - علم ہا عند ربائی میں اسکے
متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا اللہ تعالیٰ ہی بہتر
جانتا ہے کہ اس نے اچھا کیا یا برا کیا۔

۲۔ اکتوبر ۱۹۵۷ء

مسند جہاد کے متعلق ذکر نہا۔ اسکے متعلق جو
کچھ فرمایا اسکا خلاصہ یہ ہے۔

اسلامی جہاد پر یہ اعتراض تو محض فضول
ہے کہ وہ لڑائیاں مذہب اور اشاعت
اسلام کی خاطر نہیں۔ اس لئے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ سال تک مکہ میں کفار
کے ہاتھوں سے سخت تکلیف اٹھاتے رہے اور
آپ کے جان نثار صحابہ نے کہہ اٹھا ہے اور ان
جائیں دین بعض غریب اور بیکس ضعیف عورتوں
کو شرمناک تکالیف کفار نے پہنچائیں۔ یہاں تک
کہ آخر آپ کو ہجرت کرنی پڑی۔ اور ان کھلنے
وہاں بھی آپ کا تعاقب کیا ایسی صورت میں جب
ان کی شرائط اور تکلیفیں حد سے گذر گئیں تو
پھر خدا تعالیٰ نے سد باب اور دفاع کے طور
پر حکم دیا کہ ان سے جنگ کرو۔ چنانچہ پہلی آیت
جس میں جہاد کا حکم ہوا وہ یہ ہے

اذن للذين يقاتلون بانهم ظلموا۔

ایسا ہی خود میرا کام مبارک ایسی حالت
تک پہنچ گیا تھا کہ کھانا ان کے انا اللہ و
انا الیہ راجعون بھی پڑھ دیا۔ مگر
اللہ تعالیٰ نے پہرے سے زندہ کر دیا۔ یہ
احیاء موتی ہوتا ہے اور علاوہ اس کے
روحانی احیاء بھی ہوتا ہے جو لوگ
اللہ تعالیٰ کی ہدایتوں سے بے خبر ہوتے ہیں
اور ان کی زندگی ایک گمراہی کی زندگی ہوتی ہے
وہ بھی مردہ ہی ہوتے ہیں کیونکہ روحانی طور
پر مر چکے ہوتے ہیں پس ایسے لوگوں کا ہدایت
یاب ہو جانا یہ ان کا زندہ ہونا ہے یہ حقیقت
احیاء موتی کی ہے جو قرآن شریف نے بیان کی ہے
اور اسی کے موافق خدا تعالیٰ سے علم پا کر مینے
اسکی تفسیر کی۔ اب اگر یہ انکار معجزات ہے
ایسا الزام لگانے والا خود سوچ لے کہ وہ مجھ
منکر نہیں نہیں تا بلکہ خود قرآن شریف سے بخلاف
اور انکار کرتا ہے۔

یہ کس قدر نا سمجھی اور نادانگی کی بات ہے
کہ انسان اس طرز اور کلام کو اختیار کرے
جس پر قرآن شریف پر حملہ ہو۔ اور آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم پر حملہ ہو۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ
یہ لوگ کیا کرتے ہیں؟ کیا ان کو معجزات مسیح
پہاڑے ہیں یا خدا تعالیٰ کا کلام اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم؟ یہ اگر معجزات مسیح کے
لئے خدا کے کلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو چھوڑ سکتے ہیں تو جو چہرہ دین! ہم سے یہ
نہیں ہو سکتا کہ خدا تعالیٰ کے

کلام کو چھوڑ دیں اور آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کی ہتک کریں۔

اس عقیدہ پر اگر ساری دنیا مجھ کو چھوڑتی ہے
تو چھوڑ دے مجھے اس کی ہوا نہیں۔ اس لئے کہ
خدا میرے ساتھ ہے۔

انکو اعتراض کا حق تو اس وقت ہوتا جب ہم خدا
تعالیٰ کے کلام کے خلاف کرتے لیکن جب ہم خدا تعالیٰ کا کلام
مکمل بخدا تعالیٰ کے کلام پر اعتراض ہے نہ مجھ پر۔
اگر مسیح واقعی مرد فتنہ کو زندہ کرتے تھے یعنی ایسے مردوں
کو جو قضیٰ علیہا الموت کے نیچے آچکے تھے تو
پھر کیوں انہوں نے ایسا کو زندہ کر کے نہ کہا دیا
تاکہ یہودی ٹھوکر نہ کھاتے؟ اور خود ہی صلیبی انٹلاؤ
بچ جاتے۔

سعدی ہی یہی مذہب رکھتا تھا اور یہی سچا مذہب
کوئی اکابر کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ سعدی کہتا ہے

دگر مردہ باز گردیدے + بسر قبیلہ پیوند
رو میراث سخت تر دے + وارثان وارث خویشاں

پنجابیوں نے جس قدر مجھے قبول کیا ہے ہندوستان
کو ابھی اس سے کچھ نسبت ہی نہیں ہے۔

۳۔ اکتوبر ۱۹۵۷ء

فرمایا۔ نبی کا انکار موجب کفر ہوتا ہے مگر دلی کا
انکار بھی سلب ایمان کا موجب ہو جاتا ہے
اور آخر کفر تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ صحیح بخاری
میں ہے من عاد و لیلیٰ فادۃ للحرب یعنی
جو شخص میرے ولی کے ساتھ دشمنی کرتا ہے۔
میں اسکو لڑائی کے لئے پکارتا ہوں +
خدا تعالیٰ نے بلعم کا قصہ بیان کیا تھا کہ وہ
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت کیوجہ سے
اس حد تک گر گیا کہ اسکی کتے سے مثال دی
گئی۔

نبی کا انکار صریح کفر کو مستلزم ہے مگر دلی کا جب
دشمن بنتا ہے تو اندر ہی اندر تو فتنہ چہن جاتی ہے۔

کسی نے پوچھا کہ عبادت میں ذوق شوق
کس طرح پیدا ہوتا ہے۔

فرمایا۔ اعمال صالحہ اور عبادت میں ذوق شوق
اپنی طرف سے نہیں ہو سکتا یہ خدا کے فضل اور
توفیق پر ملتا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے
کہ انسان گہرائے نہیں اور خدا تعالیٰ سے
اس توفیق اور فضل کے واسطے دعا مانگ کر رہے۔

اور ان دعاؤں میں تہک نہ جاوے۔ جب
انسان اس طرح پر مستقل مزاج ہو کر لگا رہتا ہے
تو آخر خدا تعالیٰ اپنے فضل سے وہ بات پیدا
کر دیتا ہے جسکے لئے اس کے دل میں تڑپ اور
بتقراری ہوتی ہے۔ یعنی عبادت کے لئے ایک ذوق
و شوق اور حلاوت پیدا ہونے لگتی ہے۔ لیکن اگر

کوئی شخص مجاہدہ اور سعی نہ کرے اور یہ سمجھے کہ
یہونک مار کر کوئی کرے یہ اللہ تعالیٰ کا قاعدہ
اور سنت نہیں۔ اس طریق پر جو شخص اللہ تعالیٰ کو
آرنا ہے وہ خدا سے ہنسی کرتا ہے اور مارا جاتا ہے۔
خوب یاد رکھو کہ دل اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے
اسکا فضل نہ ہو تو دوسرے دن جا کر عیسائی ہو
جاوے۔ یا کسی اور بے دینی میں مبتلا ہو جائے +
اسلئے ہر وقت اسکے فضل کے لئے دعا کرتے ہو۔
اور اسکی انتانت چاہو تاکہ صراط مستقیم پر رہیں
قائم رکھے۔ جو شخص خدا تعالیٰ سے بے نیاز
ہوتا ہے وہ شیطان ہو جاتا ہے اسکے لئے ضروری
ہے کہ انسان استغفار کرتا رہے تاکہ وہ نہراور
جوش پیدا نہ ہو جو انسان کو ہلاک کر دیتا ہے +

یعنی ان لوگوں کو اجازت دی گئی کہ وہ جنگ کریں
جن پر ظلم ہوا ہے۔ مسلمان مظلوم تھے ان کی طرف
سے ابتدا نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ بانی فساد و کفار
مکے تھے۔ ایسی حالت میں بھی جب ان کی شرائط
انتہائی درجہ تک جا پہنچیں تو اللہ تعالیٰ نے
آپ کو مدافعت کے واسطے مقابلہ کرنے کا حکم
دیا۔ پس یہ اعتراض محض فضول اور نوسہ ہے۔
کہ وہ لڑائیاں مذہب کے لئے نہیں + اگر محض
مذہب کے لئے ہوتیں تو جزیہ دینے کی صورت
میں ان کو یوں چھوڑا جاتا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ
عیسائی تو اس قسم کا اعتراض کریں نہیں سکتے۔
وہ اپنے گہر میں دیکھیں کہ اسلامی لڑائیاں
موسوی لڑائیوں سے زیادہ ہیں۔ اور جبکہ
وہ حضرت عیسیٰ کو موسیٰ علیہ السلام کا ہی (معاذ اللہ)
خدا مانتے ہیں تو پھر ان لڑائیوں کا الزام عیسائیوں
پر بدستور قائم ہے خصوصاً ایسی حالت میں
کہ وہ لڑائیاں اسلامی جنگوں سے زیادہ سخت
اور خون ریز تھیں۔ اسلامی لڑائیوں میں بچوں
عورتوں اور بزرگوں کا لحاظ کیا جاتا تھا اور ان
کو قتل نہیں کیا جاتا تھا۔ مگر موسوی لڑائیوں میں
تو ان امور کی پروا نہیں کی جاتی تھی۔ ایسا ہی
اسلامی جنگوں میں مذہبی عبادت کا ہون اور
پہل اور دشمنوں کو بھی ضائع نہیں کیا جاتا تھا مگر
موسوی لڑائیوں میں پہل دار درخت تباہ
کر دئے جاتے۔ غرض اسلامی جنگ موسوی
لڑائیوں کے مقابلہ میں کچھ چیزیں نہیں۔

فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ سے یہی عادت چلی آئی
ہے کہ جب کوئی مامور اور رسل اس کیطرت سے
آتا ہے تو اولاً اس کی جماعت میں ضعفاء اور
غریبہ ہی آتے ہیں بادشاہوں یا امرا کو تو چھ نہیں
ہوتی ہے + اور آخر اللہ تعالیٰ غریبہ کی جماعت
کو ہر قسم کی ترقیان دیدیتا ہے۔ میرا ایک الہام
ہے کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت دے دیتا
گے۔ وہ بادشاہ مجھے دکھائے بھی گئے تھے
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی زمانہ آئیگا جب
اللہ تعالیٰ بعض کو اس سلسلہ کی سچائی کا
فہم عطا کر دیگا۔

فرمایا پنجاب کی سرزمین نرم ہے ان لوگوں
میں وہ شور اور شرارت نہیں ہے جو ہندوستان میں
میں ہے۔ ہندوستانیوں نے غدار کر دیا تھا مگر
پنجابی گورنمنٹ کے ساتھ تھے + ہمارے مرزا
صاحب نے ہی سچا س گھوڑے اس وقت مدد
کے لئے گورنمنٹ کو دئے تھے۔

بعض آریہ سماجیوں کی شرارت

تمام پبلک کو عام طور پر اور اہل اسلام کو خاص طور پر اس بات سے بین مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ جو کہ دین اسلام قبول کر لیا ہے اور رسالہ ترک ویدیزم کے ذریعہ اس امر کی ایک معمولی رپورٹ مشتہر کر دی ہے اس پر اخبار ستیہ ہر پر چارک جالندھر مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۷۵ء صفحہ ۱۱ پر بعنوان مبلغ اشی رویہ کا بکاؤ دھرم ایک مضمون شائع ہوا ہے اس کا کالب لبا یہ ہے کہ میں ایک رتو دیکر اشی رویہ دہلی آریہ سماج والوں سے مانگا تھا اور رویہ نہ ملنے پر میں مسلمان ہو گیا۔ پس چونکہ یہ بات بالکل بھلائی ہے اس لئے عوام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ ایسی باتوں کا اعتبار نہ کریں۔ چونکہ میرے پاس کئی خطوط ادھر ادھر سے اس قسم کے آئے ہیں کہ یہ کیا بات ہے اس وجہ سے اس تحریر کو شائع کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ اور مفصل کیفیت بعد میں عرض کیا جیٹگی کہ کس طور پر میں جبراً شہید کیا گیا یا کیا واقعات گذرے وغیرہ (اس داستان کو اگر میں لکھوں تو اخبار کا ایک دو صفحہ بلکہ زائد بھر جاوے گا بس مجھے جناب ایڈیٹر صاحب کی جانب سے وعدہ ملنا چاہئے۔ کہ وہ ایسے شخص کے احوال کو اپنے اخبار میں ضرور جگہ دیوں گے اور میری محنت رائیگان تو نہ جائیگی)

لان ایسے خبربر لوگوں کو ان کے احوال کی سزا دینے کی بجائے عدالتیں بنائی گئی ہیں پس ناظرین کو معلوم ہو کہ اس بات کا مناسب انتظام کیا جاوے گا۔ لیکن مجھے انھوں اس بات کا ہے کہ ان آریوں کو ابھی تک ایسی باتوں کی پختہ مشاقی حاصل نہیں ہوئی۔ کیونکہ وہ کہتے ثابت ہو رہے ہیں۔ یعنی مذکورہ بالا اشی رویہ کا انعام دینے والوں میں اس قدر عقل کی کمی ہے کہ وہ یہ نہ سوچ سکے کہ جو شخص لٹکے اور لٹکے مایوس شخص کی ملازمت (برہماؤ افریقہ میں) کر چکا ہو اور جس کو ایک ساتھی ہی کئی کئی ملازمتوں کی ملا کرتی ہوں

ایسے شخص کے بارہ میں شہ پر دھرم نیلام کرنے کی بات کو تو سستے والے عقلمند صاحبان کہی ہرگز ہی تسلیم نہ کریں گے۔ بلکہ البند کوئی بہاری رقم کار تو بنایا ہوتا تو شاید کوئی اعتبار ہی کر سکتا۔ جن لوگوں نے اس مضمون ستیہ ہر پر چارک میں پڑا ہے وہ ضرور سمجھ سکتے ہیں

کہ اگر میری طرف سے ایسا کوئی پرچہ (فہرست لٹکے کی) ہوتا تو ازمین ایسے اندراج ہو کہ ایک شخص کا دنیا ہی عم ایک شخص کا اور دنیا ہی عم واہ کیا وہ دین والا ان دونوں شخصوں کے نام نہ لکھ سکتا تھا۔ شاباش۔

اب میں اپنے آریہ سماجی بہائیوں سے ہندو عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر میں نے اپنی رویہ پر اپنا دھرم نیلام کر دیا تو اس سے انکا چران نقصان نہیں ہوتا (اگر ہوا ہوگا تو وہ میرا ہوا ہوگا) لیکن وہ اون لوگوں سے ہوشیار ہیں جو ہندو کا بھجن کر رہے ہیں یا اپنی بھول کر عوام کا ہتھکڑی ہزار روپیہ لوٹ رہے ہیں (مفصل دیکھو کریٹ کا اخبار ہتھکڑی انٹرسٹس کے علاوہ دوسری بات یہ ہے کہ بھارت ترک ویدیزم میں (جس نے مذکورہ بالا انعام لٹکے کا دلا دیا ہے) جو دس اعتراضات آریہ سماج کے اصولوں کی رد میں ان کے نقلی حوالہ جات کے ذریعہ کر دئے گئے ہیں ان کی تردید کسی نے آج تک نام ہی نہ کیا۔ میں بوجہ ہوں کیوں؟ کیا آریہ سماجیوں کا صرف یہی کام کہ وہ ایسی ایسی باتوں سے اپنا دل پھینڈا کر لیا کریں۔ جہاں میں نے ان کو چیلنج کیا ہے کہ جو صاحب چاہیں اردو۔ ہندی خواہ انگریزی میں ہی ان اعتراضات کے متعلق مجھ سے تحریری بحث کر سکتے ہیں۔ (جو کہ ہر ایک شخص دور دراز فاصلہ سے بھی کر سکتا ہے) وہ ان آج تک کسی نے سانس ڈکار تک نہ دی۔ اور اگر کچھ ایکشن

لیا تو یہ کہ ایک طرف سے اپنی رویہ پر دھرم نیلام ہونے کی صدا کا زون میں آ رہی ہے اور دوسری طرف (کالج پائی کا آئین آریہ گزٹ) سے یہ کہ اس شخص نے چونکہ ہمارے پاس ایک مزید ایڈیٹری کے لئے درخواست بھیجی تھی پس وہ ضرور ملازمت کے باعث مسلمان ہو ا ہوگا۔ واہ کیا خوب! یہ عجیب دل سمجھتا ہے۔ کیا ایڈیٹری کی درخواست یا کسی محکمہ کی نوکری تلاش کرنا کوئی گناہ ہوا کرتا ہے۔

پبلک کو معلوم ہو کہ رسالہ ترک ویدیزم میں دس ایسے اعتراضات پیش کر دئے ہیں جنکو اگر خود میری سوامی دیانند سرتی مہاراج ہی والیس جادین تو رد نہیں کر سکتے تاوقتیکہ وہ اپنی تصنیفات کو موقوف نہ کر دیں۔

مسلمان صاحبان کو خاص کر معلوم ہو کہ میں نے دوسری کتاب موسومہ آریہ سماج کی بول تباہ کر لی ہے۔ یہ چھتیسو صفحوں (۲۰۷) ہے

کم ضخیم ہوگی۔ اور اس میں آریہ سماج کی تسلیم کردہ کتابوں کے ہی احوال سے ان کے اصولوں کو رد کیا گیا ہے۔ اور اکثر مضامین انعامی ہونگے یعنی کہ اگر میرے دعوے کی کوئی آریہ بندت خود اپنی تصنیفات کے نقلی حوالہ جات سے رد کر سکے تو وہ انعام حاصل کر لیں۔ اس طور پر جلد میں انعامات کی غالباً دس ہزار روپیہ ہوگی۔ اور میرا یہ دعویٰ ہے کہ جو عیسائی مسلمان صاحب اس کتاب کو مشروع سے آخر تک پڑھ جو بیٹے وہ ہرگز ہرگز بھی کبھی آریہ سماج کے اندر داخل ہونے کی خواہش نہ کریں گے۔ اس کتاب کی چھپائی کا انتظام ہو رہا ہے اور اگرچہ قیمت ابھی مقرر نہیں کی جاسکتی لیکن جو صاحب ابھی سے اپنا نام اس کی خریداری میں درج کر دیوینگے ان کے ساتھ ڈاک وصول کی رعایت رہے گی۔ فقط۔

خاکسار

عبدالعزیز المعروف بجلد ساہر شاہ دور ماسالقی آریہ آپریشن ملک برہما از مقام زینت محل شہر دہلی۔ ۵۔ نومبر ۱۹۷۵ء

زیور کی زکوٰۃ

بعض دوستوں کے استفسار پر حضرت اقدس نے زیور کی زکوٰۃ کے متعلق مفصل ذیل طور لکھی ہیں جو تمام احباب کی اطلاع کے لئے شائع کی جاتی ہیں تا اس پر سب کا عمل درآمد ہو۔

جو زیور پہنا جائے اور کبھی کبھی غریب عورتوں کو استعمال کے لئے دیا جائے۔ بعض کا اسکی نسبت یہ فتوے ہے کہ اسکی کچھ زکوٰۃ نہیں اور جو زیور پہنا جائے اور دوسروں کو استعمال کے لئے نہ دیا جائے اس میں زکوٰۃ دینا بہتر ہے کہ وہ اپنے نفس کے لئے مستحق ہوتا ہے۔ یہی پر ہمارے گہر میں عمل کرتے ہیں اور ہر سال کے بعد اپنی موجودہ زیور کی زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو زیور روپیہ کی طرح جمع رکھا جائے اسکی زکوٰۃ میں کسی بھی اختلاف نہیں۔ والسلام

سب احباب کو اسی کے مطابق اپنا عمل کرنا چاہئے اور زکوٰۃ کا کل روپیہ بنام امین زکوٰۃ فنڈ قادیان بھیجا جائے پھر مناسب موقع اور مناسب مدت میں اس سے خرچ کیا جائیگا۔

محمد علی

۱۳۔ نومبر ۱۹۷۵ء

مہ نور سے فشانہ سنگ بانگ میزند

لودمانہ کے عیسائی اخبار نے ۱۰ نومبر ۱۹۷۵ء کی اشاعت میں حضرت مخدوم الملتہ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی شہادت پر ایک مراسلت نور پوری نامہ نگار کی چھاپی ہے۔ ہر چند اس یادہ گو نے اپنا نام چھپایا ہے مگر میں خوب جانتا ہوں کہ یہ کون ہے؟ آپ عیسائیوں کو خوش کرنے کی خاطر خدا تعالیٰ کے برگزیدہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان پر دل بھول کر جو ملے اور ناپاک حملے کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی مگر وہ نہیں جانتا کہ مہ نور سے فشانہ سنگ بانگ میزند

آئیں سو برس گذر چکے کہ اس زمانہ کے لوگوں نے بھی ایک برگزیدہ بندہ کو دکھ دیا تھا جو اسکی زبان سے آخر چراکار اور سانپ کے بچے آئے اس لئے موزوری تھا کہ ابن آدم آج ہی ستایا جاتا۔ میں نور پوری نامہ نگار کی تحریر کا جواب قول و اقوال کر کے لکھتا ہوں۔

قولہ: ہمیں اکثر خدا کے کمال پر تعجب آتا تھا کہ باوجود قادیانی کے ایسے کفر کے خدا اس سے باز نہیں نہیں کرتا۔

اقوال: بے شک لعنت مسیح سے بجائے جو نے عیسائی کو تعجب ہونا چاہئے تھا اس لئے کہ ناصری یسوع اپنے کفر کے باعث (کیونکہ یہی فتویٰ کفر گوئی کا سپر لگایا گیا تھا) اپنی دعوت کے تین ہی سال میں مآخوذ ہوا اور یہودیوں کے ہاتھوں سے طمانچہ کہا ہوا کا ٹکڑا کر رکھا گیا۔ اور پچیس سال سے زیادہ کا زمانہ گزر چکا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہی تو صادق کی سچائی کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکی حمایت کرے گا اور اپنی نفرتوں اور تاہدوں سے اسکی حقیقت پر ہر کر دیتا اور اسے مہلت دیتا ہے۔ لہذا یہ اور مغربی کہی اس قدر دراز نہایت نہیں پاسکتا۔

گھر تو آتے تے بولا جسے آدم زاد اور خاکی پتلا ہو کہ خدا ہونے کا دعویٰ کیا اور ہر تعجب اس پر کہ اس نے اپنی خدائی کا کوئی بھی کوشش نہ کیا اور مجھے حیرت ہے کہ لعنت مسیح کے بچائے ہوئے عیسائی کو خدا پر تعجب کیوں ہوا؟ کیا اس کو وہی خدا نہیں جسے جیکے سے یہودیوں سے مانگائی اور صلیب پر لٹک گیا۔ اس میں یہودیوں کا کچھ بھی بگاڑ نہ سکا۔

باخوشتن چیکو دی کہ یا لکھی نظیری حقا کہ واجب آدر تو آخر انگردان

ایسے خدا سے کوئی امید رکھنی فضول اور سراسر کم عقلی ہے۔ اسے پہلے کیا جواب کر لیا۔
قولہ۔ خدا کو یوں منظور تھا اور ہے کہ مرزا قادیانی کا جو لہجہ الگ کیا جاوے اور مرنے سے پیشتر ہی زندگی میں الٹی ذلت بخوبی ہو۔
اقول۔ یہ شاید نصرت کے مار کھانے والے خدا نے آپ کو بتایا ہوگا۔ اور غالباً اپنے تجربہ سے بتایا ہوگا کہ اسپر یون لڈری ہے کہ یہودیوں نے بکڑ کر مار مار آدی بنادیا۔ اور اسکو ہمہ عمر کی تصویر بنا کر دکھا دیا۔

ورنہ القادر اور الہی القیوم خدا تو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہے اور اسے بشارت پر بشارت دیتا اور یونانیوں کا بلکہ آنا فانا ترقی پر ترقی عطا کرتا ایسی ترقی کہ جسکی نظیر انیس سو برس پیشتر آنے والے خدا میں ہی پائی نہیں جاتی۔ جسے ٹھوکرن کہا کر جان دی تھی۔ اور جو آپ کے نزدیک ملعون بھی ہے۔

اسقدر تا اثبات اور نعتوں کو دیکھ کر جو حضرت مسیح موعود کی ہمدی ہیں یہ کہنا کہ خدا اس کی ذلت چاہتا ہے ایک سخت یا وہ گوئی ہے۔
 شاید آپ کا ملعون خدا ایسا چاہتا ہوگا جس سے کہی کچھ نہیں ہوا اور نہ انشاء اللہ العزیز ہوگا۔ بلکہ یہ خدا کا برگزیدہ رسول انشاء اللہ العزیز دنیا سے نہ اٹھ گیا جب تک مردہ پستی کے بت کو پاش پاش نہ کر دے اور آدم زاد کو خدائی کی کرسی سے اتار کر عبودیت کے آستانہ پر نہ لے آئے۔

قولہ۔ ناظرین اخبارات مرزا کی الہامی چاریاری کونسل کو جانتے ہیں جن میں ایک رحیم نور الدین صاحب نہیں دوسرے تھے صاحب بہرہ دی تھے جو چند روز ہوئے قادیان سے تائب ہو کر چلے گئے۔

اقول۔ سب سے اول تو میں ایسے کذاب کے لئے قرآن شریف کی آیت لعنت اللہ علیہ الکاذبین پڑھتا ہوں۔

معلوم ہوتا ہے یسوع کی لعنت پر ایمان لا کر اسٹاب اور جی کی ہی لور پوری عیسائی نے ضرورت نہیں سمجھی ورنہ وہ ایسا کندہ جھوٹ نہ بولتا۔ یا اس جھوٹ کی تعلیم ہی اس خدا نے ہی دی ہوگی جو عورت کی پیشاب گاہ سے پیدا ہوا تھا۔ اور جسکو منصورہ بانی کی عادت تھی جیسا کہ انجیل سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے۔ اگر لور پوری انکار کرے تو میں اسے ایسے مقامات دکھا دوں گا۔

میں کہتا ہوں کہ لعنت ہے اس شخص پر جس نے

یہاں جھوٹ بولا اور کہہ دیا کہ ایک حکیم صاحب بہرہ تائب ہو کر قادیان سے چلے گئے۔ بہرہ کے دوسرے حکیم صاحب حکیم فضل دین صاحب ہیں۔ جو قادیان ہی میں موجود ہیں اور خدا تعالیٰ کے محض فضل سے اس سلسلہ کے ایک مخلص خادم ہیں۔ اور جو حضرت حجتہ اللہ علیہ موعود سے دوری اور تعبد کو اپنے لئے موت سے زیادہ سمجھتے ہیں۔ مگر کیا لعنت مسیح کے زرخیر غلام نور پوری کو یاد نہیں رہا جب کہ انکا وہ خدا صلیب پر چڑھائی کے لئے بکڑا گیا تو اعظم الامراءین بطرس نے نہ ایک مرتبہ بلکہ تین مرتبہ خداوند لیسوع پر لعنت کی تھی۔ اور ایک نے جو جبر سے آپ خزانچی بھی ہوا صرف تیس روپیوں کے لالچ میں تھما خدا صاحب کو بکڑا کر طمانچے مردانے اور صلیب پر کچھ کر تمہاری مکتی کرا دی۔ اور باقی سب کچھ گئے یہہ بائین تمہیں کیوں بھول گئیں۔ اور کیا وہ پانچو آدمیوں کا مرد ہونا بھی یاد نہ رہا جو ایک ہی دن میں ہو گئے تھے؟

اے نادان اور نادانق انسان! بتا ان باتوں کا تیرے پاس کیا جواب ہے؟ ذلت کس کی ہوئی؟ ایک وہ ہے جو اپنی زندگی میں نہ لاکھ سے زیادہ رجون کا فلاح ہے اور دوبروز اس کے حلقہ بگوش بڑھ رہے ہیں۔ باوجودیکہ اسکا دعویٰ محض خدا کا برگزیدہ بندہ ہونے کا ہے اور ایک وہ جو تمہارے اعتقاد کے موافق خدا تھا ساری عمر میں ۱۲۰ سے زیادہ آدمی طیار کرے گا۔ اور ہر جوان میں انحصار ہے انہوں نے وہ شرمناک بے وفائی ظاہر کی جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہ ملے گی۔

یہ میں تفادیت رہ از کجاست تا کجا کہہ کے الزام اور فن پر ہوتے ہو کچھ تو شرم کرو۔ اس کے بعد حضرت مخدوم الملتہ مولانا مولانا عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات شہادت آیات کا ذکر کر کے لکھا ہے کہ خدا نے جو طے نبی کی نہ سنی اور عبد الکریم کو نہ موت صحت ہی عطا نہ ہو بلکہ دنیا سے ہی اٹھا دیا۔

اس کے جواب میں اول ہی لعنت اللہ علیہ الکاذبین ہی کہوں گا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے سچے اور برگزیدہ بندے کی دعاؤں کو جو مولانا مولانا عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کے متعلق نہیں سنا اور مولوی عبد الکریم صاحب کو کاربکھل سے پوری شفا دی۔ رہا یہ امر کہ انہوں نے وفات پائی۔ موت تو ایسی شے ہے کہ اس نے عیسائیوں کے خدا کو بھی نہیں چھوڑا اسے ہی کشر کے محلہ خان یار کی قبر میں لا ڈالا۔ اور اس خدائی

مان اور بہرہ خدا کے دوسرے رشتہ داروں تک کو اسے اپنا شریعت پلا دیا۔ پر مولوی عبد الکریم صاحب کی موت پر اعتراض کرنا کیسی نادانی اور حماقت ہے یہاں یہ بالکل صحیح ہے کہ جیسے اس مرد خدا کی زندگی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کے انبار کے لئے وقف تھی اس کی موت نے ہی اسی کی سچائی پر چھڑکی اسلئے کہ اس نے قبل از وقت سناد دیا تھا۔ ان المسایا لا تطیش بہا لکفن میں لپٹا گیا۔ اور بہر بالاخر ہم برس کی عمر انالکروانا الیکم جو۔ اور خدا کی باتیں جو اس نے اپنے پیارے بندے پر ظاہر کی تھیں آخر اپنے صحیح مقہوم کے موافق مولوی صاحب کی وفات شہادت آیات کے رنگ میں پوری ہوئیں اور یوں اسکی سچائی کا ثبوت پھرین۔ پس مولانا عبد الکریم رضی اللہ عنہ اپنی زندگی میں زبان قلم اور قلم زبان سے جووی اللہ کی سچائی کا گواہ ہوا اور اب اسکی تربت ایک زندہ نشان ہے اور ان لوگوں کیلئے جو انکار کرتے ہیں قرآن کریم کی یہ آیت بہت ہی موزون ہے۔

ویل یومید للمکذبین

عید گئی اور اظہار و کا وقت آگیا

خدا کا شکر اور اسکی حمد کہ آج ہر ایک دفع خدمت دین کا دیا ہے۔ یعنی عید الفطر قریب آگئی ہے مسلمانوں کی جماعت (جو سابق بالجزات ہوئی بڑی حریف اور خدا کرے کہ ہمیں سے ہر ایک کے دل میں یہ خوش اور آرزو ہو) آئینہ کی یہ نیک اور مبارک تحریک ہمیشہ عزت اور قدر کی نظر سے دیکھی جائیگی۔ جو آج عید فطر کے نام سے کئی سال ہوئے کی تھی۔

اور طبعی طور پر اس تحریک کو شروع کیا تھا۔ ہر خدا اس تحریک پر عمل ہو رہا ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ جس زور اور انتظام کے ساتھ اسپر عمل ہونا چاہئے ابھی تک وہ بات پیدا نہیں ہوئی اسلئے کہ عید فطر کی تقریب پر ایک روپیہ تعلیم الاسلام سکول کی عام اغراض کے لئے مسجد دیگر مصارف عید کے اپنے اور لازم سمجھ لے۔ پس اس لحاظ سے اگر تین لاکھ کی جماعت میں سے پانچ ہزار آدمی بھی اس تجویز پر عمل کر لیتے تو عیدین کا عید فطر مدرسہ کی عام ضروریات کے لئے کسی مزید چندہ کی ضرورت نہ رہے دیتا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ اسلئے میں اپنے ناظرین کو تو جہہ دلاتا ہوں کہ وہ اس عید پر عید فطر کی تکمیل کا حتمی عہد کر لیں اور اپنے گاؤں اور شہر کی جماعت کو خصوصاً اس ضرورت سے

آگاہ کریں اور خود عید فطر کا روپیہ وصول کر کے اس میں مدرسہ کے نام سپردین۔ الحکم کے ایک ہزار جزیرہ اگر پانچ پانچ دوسرے بہائیوں سے ہی عید فطر وصول کریں تو پانچ ہزار وہ دی سکتے ہیں مگر اس کے لئے نعمت اور توجہ کی ضرورت ہے۔ یاد رکھو کہ یہ مدرسہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ کے سلسلہ کی خاص اغراض میں کا ایک جزو ہے اسلئے اسکی تکمیل ان مقاصد کی تکمیل ہے۔ پس ایسے وقت جبکہ محض ذاتی آسائش اور خوشیوں کے لئے بیسیوں اور صد ہا روپیہ خرچ کرتے ہو کیا اللہ تعالیٰ کے لئے ایک روپیہ بھی الگ نہیں کر سکتے؟

میں امید کرتا ہوں کہ اس عید پر آئے ہوئے عید فطر میں گزشتہ سالوں کی نسبت نمایاں ترقی ہوگی۔ انشاء اللہ العزیز۔ اور تو اس فنڈ کی تکمیل کے لئے چوری سی کر سکی۔ اس کے علاوہ یہ بھی یاد رہے کہ صدقہ الفطر مساکین فنڈ کے لئے بھیجا جاوے اور روپیہ بھیجے وقت صدقہ الفطر اور عید فطر کی خدا خدا تفریح کر دی جاوے ملایا نہ جاوے کیونکہ مساکین فنڈ کا روپیہ بالکل الگ رکھا جاتا ہے اور اسی غرض کے لئے خرچ کیا جاتا ہے۔

ایڈیٹر

کیا آپ جانتے ہیں آپ کا مال اسبا محفوظ رہا؟

یقیناً کوئی شخص نہیں بگاڑے گا اسکا خزانہ نہ ہرگز اسکا مال و اسباب محفوظ رہے؟

حفاظت مال و اسباب کے لئے آپ ہر کارخانہ کے بے ہوٹیل ٹرنکس منگوائیں۔ بخار یو ایڈیٹر کے لئے لکھا ہے اور جو اپنی محکم کی مضبوطی اور خوبصورتی کی وجہ سے سرحد پر بھی جاتے ہیں۔ لکڑی کے صندوق کے مقابل میں یہ ٹرنکس ہر طرح کے چٹکے اور ہر زیادہ مضبوط اور بائیدار نہ دیکھ کا خطرہ نہ آگ کا اندیشہ فرما ہر طرح سے آسانی کے ساتھ اسباب بند کر کے لیا جاسکتے ہیں چونکہ یہ احمدی بہائی کا کارخانہ ہے اسلئے آپ میں کسی قسم کے تکلف اور دیاکاری کو انشاء اللہ نہ پائیں گے جو آج کل کی تجارت کا جزو سمجھا گیا ہے جو لوگ ٹرنکوں کی تجارت کرتے ہیں وہ اپنے ٹرنکوں کے توان کے ساتھ خاص عایت بھی لکھا جاتی ہے مفصل خبر درخواست کر کے کارخانہ سے منگواؤ۔ درخواست کرتے وقت قریب ریوی ٹیشن کا پتہ ضرور لکھو بلی بند رہیہ قیمت طلبہ روانہ کی جائیگی۔

تمہارے درخواستیں بنام تری محمد دین احمدی ملک کارخانہ یونیورسل درکس سیالکوٹ شہر کے نام ہونی چاہئے۔ فقط

مفت

سورة نور

قیمت فی شیٹی عدد - فی بوتل ص

ایک بار تو میں قریب تک سیلانی رہتا ہوں

Digitized by Khilafat Library

ہزاروں سے دو چار ستم فیکٹوں کا خلاصہ

کلیکٹو مجسٹریٹ بلیا جناب نہ پڑتے راجندر صاحب۔ مہرا ایم۔ اے تحریر فرماتے ہیں کہ بالو گنیش شہا دیوار
کا ناما مو انک سیلیمانی ماضی کی قوت بڑھانے کی واسطے بہت سی مفید ہے۔

جناب منشی محمد بیجا المصاحب مالک دایہ طیبہ سیہ اخبار لاہور اپنے روزانہ سیہ اخبار مطبوعہ ۱۸ جنوری ۱۹۰۲ء میں تحریر فرماتے ہیں کہ ڈاکٹر گیشن ریشاد مبارک کو کا بنایا ہوا نمک سلیمانی نقل متحدہ سودھنی ہسپتال دہلی آ گیا تھا۔ مفید پایا کیٹی او جلی ہوئی دکانوں کو روک دیتا ہے۔ غرض امراض متحدہ کیلئے نہایت نافع چیز ہے جن لوگوں کو کہا ناہ ہضم ہوتا ہو تو وہ کہا نیلے بعد تھوڑا سا نمک سلیمانی کھا لیا کریں۔

دلیبی تجارت کو ترقی دینا اور اس کا
مختلف الوضع پختہ رنگ کی تیاری

مہینے سوئی سنی اور شروع اور
کا یہی انتظام کیا ہے جو مستور

لیو اسطے نہایت عمدہ تھخہ ہے اور خوش خضی میں یہاں کے چابک دست کاری گون کے یہ کمال دکھایا ہے۔
کہ بالکل ریشمی حلوم ہوتے ہیں اور پائیداری میں تور شیمی کی کوئی حقیقت نہیں ہے ایک مرتبہ منگا کر ملاحظہ تو فرمائیے
قیمت فی تہان تسم اول طول ۴ گز، اگر عرض ۴ گز، قیمت فی تہان تسم دوم طول ۳ گز، اگر عرض ۴ گز، اگر عرض ۲ گز، اگر عرض ۱ گز، قیمت فی تہان تسم اول و دوم و سولہ نور کا کوری ضلع لکھنؤ ہوئی چاہئے۔

المشتهر محمد اعجاز علي مالك كاره خانه سمره نور كاكوري

اس کا رخانہ نے ہتھکڑی دھوکہ سے بچانے کی یہ شرط

آئے پردہ نہ کیا جاوے۔ سرمہ سیلیانی

چند روز کے استعمال سے جالہ پہلا۔ دہندہ۔ آشوب چشم پڑ بال۔ آنکھوں سے پانی بہنا خزل آئنا وغیرہ کو
کو فوراً دفع کرتا ہے۔ آدائیض ضرور کیجئے۔ بعدہ طلب کرنا قیمت فی تولد ۸۔ نسنون دندان جس کے استعمال
سے ٹوڑھ خواہ مسوڑھے کا کیسا ہی بقیاب کردہ درد ہو یا مسوڑھ درم کر گیا یا دانتوں سے خون جاری
ہو فوراً دفع کرتا ہے اور جملہ امراض دفع ہو کر دانت مثل موتی کے نکل آتے ہیں قیمت فی بکس ۴۔ پوڈر بالاص
یہ پوڈر دیگر پوڈروں کی طرح ہے تو جلد کو خراب کرتا ہے اور نہ جلن کرتا ہے بلکہ جائے مستعمل نہایت نرم اور صاف
ہو جاتی ہے اور تین منطین فارغ کر دینا اسی کا کام ہے قیمت فی ڈبیا حوند ۲۔ ڈبیا کلان ۴۔

المشہر حکیم سرفراز حسین حکیم محمد حسین بالکان کا رخانہ احمدیہ مقام باب گڑھ

کاخانہ احمدی رت روح عطریات ایک نظر ادھر بھی

یہ کارخانہ عطر و قیل کا عرصہ دہاد سے جاری ہے
مفصل فہرست طلب کرنے سے روانہ ہوگی۔

ترقی دی گئی ہے اور عطر تیل وغیرہ لوازمات صفائی تو
تیار کئے جاتے ہیں۔ اور خوش محالگی سے کارخانہ انجام

دستا ہے۔ شاہیقین بطور نمونہ ضرور طلب کریں۔
راقم محمد عبداللہ وسعد اللہ تاجران

عطر قنوج المشتبه کارخانه فرحت افزا السیم قنوج

ملنے کا پتہ۔ فوہنال سنگہ بہار گونیجہ کارخانہ تنک سیمانی محلہ گائے گہاٹ شہر بنارس۔ (الو اراحمیہ پریس قادیان میں شیح یقوب علی نواب احمدی اینڈ سنز مالک کی اتمام و چھپک شریع ہوا۔

حضرت مولانا مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ

مخدوم الملتہ کی شہادت نے قوم کے وجود میں ایک خاص حرکت پیدا کر دی ہے اور اس صدمہ کو بڑھ کر پر محسوس کیا ہے۔ سفر دہلی کے انہیں مجبوری تھی کہ جہاں غم و اندوہ اور احباب سے ملنے کا موقع ملا۔

اور ہر ایک سے یہ درد دل سنا مقدیر الہی پر ہم خدایہ کے فضل سے خوش ہیں اور ایسے ادرید انہی کے وعدہ کے موافق سلسلہ کیلئے کسی خیر کثیر کا پیش خیام سمجھتے ہیں لیکن بشری نظری تقاضے ہجوم افکار سے دل کو چوٹ لگائی دیتے ہیں اور فی الحقیقت ایسا ہونا ہی چاہئے تھا ورنہ اللہ تعالیٰ اپنے مامور اور برگزیدہ رسول کو کیا ایسا الناس اعدیہ و اربابہ اللہ خلقکم کی وحی کیونکر تاہ مخدوم الملتہ کا صدمہ یوں تو ہر شخص نے محسوس کیا ہے لیکن جس جس قدر حجوم کے تعلقات کسی سے زیادہ تھے اسی قدر صدمہ اس کے دل نے محسوس کیا ہے۔ سیالکوٹ کی جماعت (جو شہید مرحوم کے وجود پر ناز اور فخر کرتی تھی) اور جبکہ یہ بغیر بجار درست تھا) کو بہت بڑا صدمہ پہنچا ہے۔ اللہ تعالیٰ خود دانی جزا ہے۔ مری میر جاہ شاہ صاحب سیالکوٹی نے جس در اور وقت کیساتھ مجھے خط لکھا ہے وہ ظاہر کرتی ہے کہ انہیں کس قدر دکھ ہوا ہے مگر میں اور خود شاہ صاحب رحمہ اللہ یقیناً جانتے ہیں کہ جبکہ عظیم الشان یہ تھلا ہے سید عظیم الشان اجرائی کے صبر میں مرکز ہے۔

ہر بلا کہیں قوم را حق دادہ است
زیر آن گنج کرم بہادہ است
میں شاہ صاحب کے خط کو کسی دوسری جگہ درج کر رہا ہوں اور ذیل میں انکی ایک نظم کو جا دیتا ہوں جو سیالکوٹ کی مجلس احمدیہ کے خاص جلسہ میں (جو شہید مرحوم کی تعزیت کا جلسہ تھا) شاہ صاحب نے پڑھی۔ مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ کو ہمیشہ ناپسند کرتے تھے اسلئے کہ کہنے والوں کے صرف الفاظ ہی الفاظ ہوتے ہیں۔ وہ علی رنگ زیادہ چاہتے تھے اسلئے میں اپنے ناظرین کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس نظم پر یادوں مضامین پر جو شہید مرحوم کے متعلق شائع ہو رہے ہیں پوری فکر کریں اور ان سے علی فائدہ اٹھائیں تاکہ مرحوم کی شہادت ہی ایک کارنامہ ثابت ہو کر آپ کے اعمال صالحہ کا ایک جزو بن جائے اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے ناظرین کو یہ توفیق عطا فرماو آمین۔ اس نظم کے بعد شاہ صاحب مرا سید ہی درج کرتا ہوں اس میں یادگار کرم کے متعلق جو بحث کی گئی ہے وہ خصوصاً قوم کی توجہ کے قابل ہے۔

ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
کل من علیہا فان یقی وجہ
ربک ذو الجلال والاكرام

موت کا جینے کو جب ہے انتظار
ایسے جینے پر ہو کیوں کرا اعتبار
جس اقامت کا نتیجہ ہو سفر
اوس اقامت پر کہاں آئے قرار
زندگی خود موت کا پیغام ہے
اس پر ہر دم ہے فنا کا اختیار
مرگے آخر کو جو پیدا ہوئے
موت کا سب نیک و بد ہوئے فکار
زندگی کا جس نے مقصد پایا
موت کا اوسکو نہیں ڈر زینہار
زندگی ہے زندگی کے واسطے
اس جہان کا اوس جہان پر مدار
ہے یہ عالم ایک عالم کے لئے
اوس کو وہ پاتے ہیں جو ہیں بختیار
تخم ریزی کو ملی ہے یہ زمین
کر زراعت اس میں تولے کا شکار
اس فنا کے بعد ہے پر اک بقا
تجہ کو محنت کے پلنگے دان شمار
جن سعیدوں نے یہ کی ہیں محنتیں
ان کو نظر غور سے دیکھو ہوشیار
کیا سعادت مند وہ انسان ہیں
صدق سے جو حق کے ہیں خدنگزار
کل دی خوش ہوں گے مالک کے حضور
سوچتے ہیں آج جو انجام کار
بن سعیدوں میں ہے اک عبد الکریم
قوم میں پایا ادھون نے افتخار
عاشق قرآن تھا مرد خدا
خدمت قرآن تھا اسکا شعار
جب سے ہوش آیا اسی دہن میں
چہرہ تادکھلائے وہ زیبا نگار
کوچہ و بازار میں واعظ بنے
ماہرین قرآن لئے مستانہ دار
جاگتے سوتے میں آہستہ بیٹھے
فکر یہ ہر دم رہی یں و نہار
وہ اندھیرے گہر کے تھے روشن چراغ
نور فرقان کا تہا دل میں انتشار
عذیب گلشن قرآن نے
اس جن میں خوب دکھلائی بہار
مرحبا قرآن کے نغمہ سرا

حق نے کیا بخشا تھا محن خوشگوار
پڑھ کے بسم اللہ جب کرتے شروع
مست ہو جاتے تھے سارے ہوشیار
کیا تلاوت میں غضب کا تھا اثر
جہوئے لذت سے تھے اغیار دیا
درس قرآن کی وہ ان کی مجلسیں
پھرتی ہیں آنکھوں کے آگے بار بار
جستجوئے حق رہی ان کو مدام
بندگان حق کے تھے وہ دوستدار
وہ پہرے ہر سوتلاض یار میں
چھوڑ کر دنیا کے سارے کاروبار
دیکھ کر قرآن کو پہر دیکھا نہ کچھ
دیکھا اگر دیکھا تو اک قرآن کا یار
حاشی دین محمد مل گیا
بیٹھے پر دامن پکڑ کر استوار
قادیان میں مل گیا آخر۔ امام
بن گیا دارالامان دارالقرار
مدتوں سے کر دیا ترک وطن
اور فراموشی میں تھا سب کاروبار
آستان حضرت موعود پر
چھوڑ کر بیٹھے تھے سب خویش تبار
اک ندا آئی کہ میں مامور ہوں
دین احمد کا ہوں میں خدنگزار
میں کروں گا ظلمت باطل کو دور
نور حق کا منہج سے ہو گا انتشار
نور فرقان کا جہان میں ہو ظہور
ہو گا ثابت وہ کلام کردگار
خدمت اسلام کو آیا ہوں میں
میں وہ ہوں جس کا تھا سبکو انتظار
جملے جو اسپر ہوئے ہیں آج تک
رد کروں گا بادیل استوار
دلین تھی فرقان کی ان کے لگن
قدر دان اسکا ہوا جب افکار
جانب مشرق سے آئی یہ ندا
اس ندا پر دوڑے وہ دیوانہ وار
جنگ تہ مشتاق وہ پیدا ہوئے
پایا مقصد آگیا دل کو قرار
اب تو من مانی مرادین مل گئیں
کہو لکر دل کا نکلا سب بخار
تنج بران کی طرح نکلا قلم
سر پہ باطل کے پڑا جو ذوالفقار
حضرت موعود کا وہ پہلوان
نکلا جب میدان بہر کارزار
حرث فرقان کے جو ہر کھلے
ماہر دکھلائے کئے باطل پہ وار

ان کے حملوں کی پڑی عالم میں ہوم
پڑ گئی باطل پرستوں میں پکار
جنگ اوٹھے سارے افسانہ بہت
حق کا پیدا ہو گیا مضمون نگار
تھا مطہر قلب قرآن کا انیس
معنی قرآن تھا اب رازدار
ان کو ازبر تھے سچا کے اصول
جن سے باطل ایک دم میں ہوا قرار
اس الہی کارخانہ کے لئے
آخر شش آئے وہ دیکر اشتہار
حق سے پایا قوم کا لیڈر خطاب
حق نے خود بخشا اور نہیں غرور و قار
خدمت دین کا صلہ ان کو ملا
قوم پر پایا خدا سے افتخار
حق خدمت کر گئے اپنا ادا
جنت المادہ ہوا ان کا قرار
گل کھینکے اس جن میں اور اب
تا کہ دکھلاوین وہ سب اپنی بہار
اے خدا تو ہے دلیل و کار ساز
اور ہر اک کا تو ہے حاجت بردار
سب خوشی تیری رضا جوئی میں ہو
بندگان حق کا ہے منہج ہمار
اپنی خدمت کی ہیں توفیق دے
دین کا ہم سے کرا کچھ کاروبار
ہم میں پیدا ہوں بہت عبد الکریم
ایک کے بدلے میں دے تو صد ہزار
جان سپاری کا سبق سب ان لین
یوں فدا کرتے ہیں جان خدمت گزار
موت تھے قرآن میں وہ رات دن
عاشق قرآن کی قرآن یادگار
تیرے قرآن کے لطائف بے حجب
یاد کرتے ہیں بچشم اشکبار
اے میخادم کے شاگرد رشید
اپنے مقصد میں ہوا تو کامگار
واہ تیرا صدق اے مرد خدا
یار کے قدموں میں گردی جان فدا
حامد رخصتہ کے دیرینہ رفیق
رحمتیں حق کی ہوں تجھ پر بے شمار

مکتوب حامد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میرے مکرم و محترم بہائی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
اللہ تعالیٰ نے کاغذ پر لکھا اور ہمارے لئے فیصلہ

کیا گیا کہ ہم مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے ذریعہ حضور مسیح موعود کے دربار سے جو فیوض و برکات لینے کے عادی ہیں اس سے محروم کئے جائیں۔ عادت بھی ایک طبیعت ثانیہ ہوتی ہے اور طبیعت کا بدلنا اور عادات کا چھوٹ جانا ناممکن تو نہیں مگر محال ضرور ہے۔ اب ہم کو ہمارے مخلص غلام رحیم کے بجائے کوئی ایسا مونس غم کسار ملنا چاہیے جو ہماری اس کمی کو پورا کرے۔ ایسے نعم البدل کا ملنا ہم کو سروسرشت مشکل نظر آتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے آگے کیا مشکل ہے ان مع العسر یسرنا فان مع العسر یسرنا حضور مقدس کی خدمت میں سوائے نہایت ہی ضروری امور کے عرصہ ارسال کرنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوقات گرامی کو مکر کرنا ہے۔ معمولی خط و کتابت نہایت دور افتادہ حضور سے معذور خادموں کے لئے ضروری ہے اس خبر رسائی کا ذریعہ ہونا چاہیے۔

..... مولوی صاحب مرحوم کی محبت اس خبر رسائی کا کافی ذریعہ تھی اصحاب بر و خات خصوصاً لاہور سیالکوٹ پور تھلہ ان کے مراسلہ جات سے فیضیاب ہونے لگے تھے۔ ہمارے پیارے اوطیان اخبار حضور کے کلمات طیبات اور موقوفات پاک کے اندراج سے حتیٰ الوسع وہ افتادہ معذور بہائون کو بہت خوش رکھتے ہیں مگر مولوی صاحب کی تحریرات کا نالارنگ تھا۔ اور ان پر اٹیوٹ خطوط سے جو حضور مقدس کے الہامات اور دیگر خاص خاص فقرات سے آراستہ ہوتے تھے دون پر ایک عجیب اثر پڑتا تھا۔ اب ہم لوگوں کو بالفعل کمی ہے تو اس بات کی خبر جاوے شکایت نہیں اللہ تعالیٰ کی مرضی یوں ہی تھی۔ اور سب خوشی اس کی رضا جوئی میں ہے۔ اب اب بجائے اسکے کہ ہم مولوی صاحب مرحوم کے ذریعہ سے ترقی یاب ہوتے۔ اب ان کے مخلص اور نہایت پیارے خدائوں کو یہ فکر لگ رہی ہے کہ مولوی صاحب کو ان کی لالیف کے ذریعہ سے آئندہ آنے والی اسلون اور موجودہ پہلک میں پیش کیا جائے اور ان کے پاک حالات سے ان کو فائدہ پہونچایا جائے۔ اور ایک یادگار قایم کی جاوے جس سے مرحوم کے یاد رہنے اور اس کی نیکیوں ہمیشہ تازہ رکھنے کا خیال باقی رہے۔ ان دو امور کی بابت آپ کے احکم میں نوٹ شائع ہوئے ہیں اور مخلص جماعتوں اور مولسز اور محب بہائون کو اس طرف متوجہ کیا گیا ہے لالیف کے لکھنے کا کام خود آپ نے سمجھا لایا ہے

اور یادگار کریم کی تصویر بھی ہے کہ وہ کیا ہو چاہئے اور کس طرح اس کا قیام ہو سکتا ہے۔ بزرگان ملت نے حضور امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایماء اور منظوری سے ایک عاشق قرآن کی یادگار قرآن ہی قایم کی ہے جو ایک قاری کے مقرر کرنے اور چند ذہن اور جانتے امید ترقی کرنے والے نوجوانوں کو تعلیم قرآنی یا معنی سے اسلوب تلاوت قرآن سکھانے سے پوری ہو سکتی ہے۔ کل ۲۱ اکتوبر روز ہفتہ کی شام کو احباب سیالکوٹ کا ایک خاص جلسہ خاص اعلان کے ذریعہ ہوا اور انجمن احمدیہ نے اس بارہ میں تفتیشی۔ مذاکرہ سے اس بات کی زیادہ ضرورت پائی گئی کہ یادگار کریم کو صرف مولوی شخصی چند دن میں جن کے مہوار کی وصول کرنے کا بطریق انکار ہے محدود نہ کیا جائے بلکہ یادگار کو زیادہ پائیدار بنانے کے لئے دارالامان کے سکول کی عمارت میں ایک ٹینڈ موزن خاص مکان کے ایذا و کرنے سے جس کا نام کریم منزل ہو ظاہر کیا جائے۔ مدرسہ میں تعلیم قرآن کی شاخ کا کھل جانا کوئی ایسی نمایاں یادگار نہیں مانا اگر کریم منزل بھی ساتھ ہو اور ایک مناسب عمدہ عالی شان عمارت کے اندر درس قرآن یعنی یادگار کریم قایم ہو تو صادرین و اربابین پر ایک خاص اثر اس یادگار کریم کا پڑ سکتا ہے اور مولوی صاحب کی پائیدار یادگار باقی رہ سکتی ہے۔ روزہ صرف معمولی طور پر کسی قاری صاحب کا ایک معمولی کوہ میں بیٹھ کر قرآن کریم کا تعلیم دیدینا اس فرض کو صحیح معنی میں ظاہر نہیں کر سکتا جو ایک یادگار میں ہونی چاہیے۔ جو کچھ بزرگان ملت نے فرمایا ہے وہ بجا ہے اور درست ہے مگر کریم منزل کا قیام ہو جانا اس یادگار کریم کو زیادہ با وقعت اور قابل توجہ بنا دینگا۔ بے شک اسکے واسطے کئی ہزار کے سراپائی کی ضرورت ہے مگر جب ساتھ ہی یہ خیال ہو کہ یہ ضرورت ہمارے نہایت ہی قابل ادب اور خادم قرآن مخدوم الملت کے متعلق ایک آخری ضرورت ہے تو پھر میں نہیں خیال کرتا کہ اس مرحوم مخدوم الملت کے اس آخری منزل کے سزاوارنے ہیں کسی مخلص جماعت کو دریغ ہو سیالکوٹ کی جماعت نے ارادہ کیا ہے کہ وہ اس روپیہ کی بہر سائی میں ایک کافی رقم پیش کرے میں نمونہ ہے اور اس جماعت کا حق بھی ہے کہ ایسا کرے۔ چنانچہ اگلے جلسہ میں جو عنقریب ہونے والا ہے وہ اس بات کے ظاہر کرنے کے قابل ہوگی کہ سقد ر رقم وہ اس یادگار میں پیش کر سکتی ہے یہہ جلسہ ایک نظم کے

پڑھنے پر ختم ہوا جو ایک خاص خطا کے ذریعہ جوہری ملاحظہ صاحب اس سٹڈنٹ سکرٹری انجمن احمدیہ آپ کے پاس پہنچے اور اسکی الگ اشاعت ہونے کی تجویز پاس ہو گئی ہے۔ باقی رہا لالیف کے لکھنے کا کام یہ تو خود آپ نے اپنے دست لیا ہے اللہ تعالیٰ اس کام میں آپ کی مدد کرے میں نے حضرت مولانا مرحوم پیرائے مراسلات جو وقتاً فوقتاً پہنچتے رہے آج نکالے ہیں۔ آپ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ میں یہ مکاتیب آپ کے پاس بھیج دوں اسوقت تو میرا اور آپ کا اور خیال تھا۔ مگر اب جس ضرورت کیواسطے یہہ مکاتیب کارآمد ہو سکتے ہیں وہ اب مولوی صاحب کے متعلق آخری ضرورت ہے اور مولوی صاحب کی اس دلسوزی اور محبت اسلام اور حضور مقدس امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تعلق خاص کی نسبت وہ گہرا نقش ظاہر ہو گا جس کی خاص ضرورت لالیف میں ہے میں اس بات کی ضرورت نہیں سمجھتا کہ آپ کو لالیف کریم کی ترتیب سمجھانے بیٹھوں مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ مجھے یا مولوی صاحب مرحوم کے کسی اور پورا نہ واقف کو بعض حالات کے پیدا کرنے میں آپ کو مدد دینی چاہی۔ ماسٹر غلام محی صاحب کا بھی اس بارہ میں خاص اطلاع دینے کا خیال آپ کو ہے۔ کیا آپ اس تقسیم سے مجھ کو لوگوں کو اطلاع دے سکتے ہیں جو آپ نے اس لالیف کریم میں ملحوظ رکھی ہے۔ مولوی صاحب کے مکاتیب کے درج کرنے کا ایک الگ حصہ ہونا چاہیے۔ اور خطبات کریم کا الگ حصہ۔ سیالکوٹ کی لالیف کا الگ حصہ۔ اور پھر قادیان کی لالیف کا الگ حصہ۔ مولوی حضرت نور الدین صاحب حکیم الامتہ کی صحبت سے فیضیات ہونے کا الگ حصہ۔ سیالکوٹ کی لالیف کے متعلق تو کچھ نوٹ ہم لوگ جمع کر سکتے ہیں جسکو بوقت فرصت مرتب کر کے پیش کرنے کا ارادہ ہے۔ مکاتیب کریمہ کے لئے میں وہ جملہ مراسلات ارسال کرتا ہوں جو اس عاجز کے نام مرحوم مخدوم الملت نے وقتاً فوقتاً ارسال فرمائی تھیں اور جہاں تک میرے پاس موجود ہے سب بھیجتا ہوں ان خطوط میں بعض پراشوٹ حالات بھی ہیں۔ مگر آپ ان کو برابر نہایت غور سے ملاحظہ کریں ان میں آپ بہت نور اور ہدایت کے مواد پائیں گے۔ رہے یہ بھی ایک بات ہے جس کی کی حضرت مرحوم مغفور کے جدا ہو جانے سے ہوئی۔ دارالامان میں بیٹھ کر اس قسم کے خطوط

کا تحریر کرنے والا اور نہایت محنت اور دلسوزی کے اپنے ہیرو نجات کے بہائون میں تحریک پیدا کرنے والا اب کہاں۔ خیر آپ ان مکاتیب پاک کو غور سے دیکھیں اور احباب نے ہی شاید آپ کی خدمت میں ایسے خطوط ارسال کئے ہونگے کہ پور تھلہ میں پراشوٹ منشی فخر احمد صاحب کے پاس ہی ہوں گے ان سب کو جمع کریں۔ اور مجموعی نظر سے انتخاب کر کے مکاتیب کریمہ کے حصہ میں اپنے خاص نوٹوں کے ساتھ لالیف کریم میں درج کریں۔ بالفعل میں نے اسی قدر عرض کرنا ضروری سمجھا ہے۔

مرحوم کا دیرینہ رفیق خستہ حال

میر حامد ۲۲۔ اکتوبر ۱۹۷۵ء سیالکوٹ

روزانہ حکم کا اجرا

وہ لوگ جن کے دل میں احکم کی خاص وقعت ہے اور اسے اپنی ضروریات زندگی کا ایک لائق جزو سمجھتے ہیں احکم کے روزانہ اجرا پر مسرت بخش اور حوصلہ افزا تحریریں بھیج رہے ہیں جو امید دلاتی ہیں کہ ہر روز سب سے زیادہ ایک مطلوبہ درخواستیں پوری ہو جائیں گی۔ ابھی تک چند درخواستیں آئی ہیں گو انکی تعداد کسی ہی کم ہو مگر اس حیثیت سے کہ اجر تھے روزانہ کے لئے چند درخواستیں ہر دست بخیر کی گئی تھیں ان میں صرف سچاس درخواستوں کی کمی ہے۔ گویا نصف درخواستیں آچکی ہیں تو یہ کمی کمی نہیں بلکہ اطمینان بخش ہے۔ میں اب روزانہ کی ضرورت اور اہمیت پر کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھتا بلکہ قدر دان و سرپرستان احکم کو مناسب ہے کہ وہ اس تعداد کو پورا کریں جس حد تک ابھی تک اپنی درخواستیں نہیں بھیجی ہیں وہ جلد ہی پوری ہوں گی۔ روزانہ کی ضرورت اور تہیک اندازہ کر لینی۔ ہر روز احکم کے ساتھ نوٹ کا ایک پراشوٹ کر دیا جائیگا۔ میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتا۔ اگر قوم نے پسند کیا اور اسکی خریداری اور اعانت میں میرا نہ ہٹایا اور درخواستیں پوری ہو گئیں تو انشاء اللہ العزیز اسکا اجر ہو جائیگا اور ایسا جیسا ہے پہلے ظاہر کیا تھا میں اللہ تعالیٰ کو اس فضل و کرم بوقت کا انتظار کرونگا جو روزانہ کے اجرا کیلئے مقدہ ہو گا۔ و ما ولی فی حق الا اللہ العلی العظیم۔ بعض احباب نے قیمت کے متعلق بھی کہا ہے کہ موجودہ اردو کے روزانہ اخبارات زیادہ ہیں۔ یہ سچ ہے مگر اس کی وجہ صرف کی شاعت اور قادیان ایسے مقام میں اسکا اجرا ہے میں لکھ چکا ہوں کہ بوقت اشاعت چھپتو ہو جائیگی فوراً قیمت غلے سالاد کر دیا جائیگی۔ اور حجم ہی بڑھا دیا جائیگا۔ آئندہ حطرح رب کریم کو منظور خاکسار یعقوب علی ایڈیٹر احکم قادیان

مراسلات

ذیل کی مراسلات پڑھ کر کسی قسم کے تعجب کے درج کی جاتی ہے یہ دیکھ کر اردو ہے چونکہ مطلب صاف سمجھ میں آتا ہے اسلئے میں نے اصلاح کی ضرورت نہیں سمجھی لہذا کہنا ضروری ہے کہ عیسائیوں نے یسوع کو لعنتی مان کر انکی بہت بڑی ہتک کی ہے خدا کرے کہ عیسائیوں کو اپنی اصلاح کا خیال پیدا ہو اور وہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ وہ لعنت کے مفہوم سے آگاہ ہوں اور مسیح کی لعنتی موت سے انکار نہ کریں جو فی الواقع مسیح نہیں ہے۔ ایڈیٹر۔

ایک ہندو کو یسوع کی لعنت سے عیسائی ہونے کی بچالیا

ایک ہندو جسکی مادری زبان کنڑی تھی کرستان ہونا چاہتا تھا۔ خاکسار سے سلسلہ گفتگو یوں شروع کیا کہ ہندو مجھے سچے مذہب کی تلاش ہے اس لئے میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا آپ کے یہاں بھی گناہوں سے پاک ہونے کے لئے کوئی فارغ ہو چکا ہے۔ جیسے باوری خدا جوں کے یہاں آؤں گناہوں کے بدلے میں یسوع کی قربانی ہو چکی ہے۔ چنانچہ یوں کی کتاب گنتیوں کے باب ۳۰ آیت ۱۴ میں لکھا ہے کہ۔

مسیح نے ہمیں بولی لیکر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کہ وہ ہمارے بدلے میں موت ہو کر ہو گیا۔ لکھا ہے جو کوئی کا پڑ پڑا گیا ہو لعنتی ہے۔ احمدی۔ ہم اپنے گناہ ایک برگزیدہ خدا کے سر پہنچا کر اسکو ہمیشہ کے لئے مردود و خدا سے روگردان ماننے سے لاکھ درجہ بہتر ہے کہ گناہوں کے بدلے میں خود ہی دوزخ میں چلے جائیں۔ ہمارا مذہب ایسے ہیودہ کو یوں اور بے سود باتوں سے بالکل صاف و پاک ہے۔ ہندو۔ یادری صاحبان یہ کب کہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ کے لئے مردود ہوا۔ بلکہ وہ تو ہم کہتے ہیں کہ تین روز کے لئے لعنتی ہوا۔ جس کے بعد وہ باپ کے سیدھے ہات پر جا بیٹھا۔ احمدی۔ لعنت کا ترجمہ ہماری کنڑی زبان میں کیا ہوتا ہے معلوم نہیں۔ مگر اس کا

مفہوم یہ ہے کہ جیسے لعنت پڑتی ہے وہ خدا کا دشمن اور خدا کے نیک بندوں کا دشمن ہو جاتا ہے۔ چند دنوں کے لئے نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے مردود ہوتا ہے۔ دیکھو شیطان بر لعنت پڑی تو وہ ہمیشہ کے واسطے خدا کی درگاہ سے راند گیا و مردود ہوا۔

ہندو۔ مان ایک رو سے آپکا کہنا صحیح معلوم ہوتا ہے۔ چونکہ سرکار میں جو کوئی ایک دفعہ کسی جرم کے بدلے میں سزا پاتا ہے تو اسکا نام ہمیشہ کے لئے بد معاشرتوں میں لکھا جاتا ہے۔ ایسا تو یہ نہیں سکتا کہ وہ چند دنوں کے لئے بد معاشر لکھا جائے پھر اس کے بعد وہ نیک معاشر کہلائے۔ چونکہ یسوع جب ہم سے گناہوں کے بدلے میں ایک وقت حاجی سزا جگتے کیونکہ اسکو لعنتی کہا گیا ہے تو غالباً ضرور وہ تو ہمیشہ کے لئے اسی نام کے نیچے رہیگا۔

احمدی۔ بزرگان دین و مجاہدان خدا کی نسبت ایسے القاب پڑھتے ہوئے ہمارا دل کانپ اٹھتا ہے معلوم نہیں اس کو ایسا لقب کیوں دیا گیا۔ بہلا تم خیال کر سکتے ہو کہ جس مذہب کا پیشوا ہی ایسے ناپاک و تارک گروہ میں گرا ہے تو اس کے بعد ارادوں کی نجات کی کیا امید ہے۔

این خیال است و محال است و جنوں ہندو۔ پھر تمہارے مذہب میں گناہوں سے نجات پانے کا کیا طریق ہے بیان کرو۔ احمدی۔ گناہ روح کی بیماری ہے جیسے جسم کی بیماری اپنے جسم کے لئے رنج و درد کا باعث ہوتی ہے ویسا ہی گناہ ہی روح کی بیماری کا باعث ہے گو یا گناہ ہی عین مرض ہے۔ اس سے نجات پانے کے لئے ہمارے مذہب میں یہ طریق ہے کہ جیسے جسم کا بیمار اپنی صحت و شفا کے لئے خود ہی دوا کھاتا ہے ویسا ہی روح کی بیماری کے لئے خود بیماری تو بہ اور شہابی کی گولیاں کھائے۔ اور ہتھکڑ کا کاٹا پیا کرے۔ اور آئینہ آنیوائے دونوں اون کا ہون سے پرہیز کرے جن سے بیماری عود کرنی یا کرنے کا اندیشہ ہے۔ مگر ایسا تو کسی ہو نہیں سکتا کہ ایک شخص بیمار ہو اور دوسرا شخص اس کے لئے دوا کھائے۔ یا مر جائے۔ اور وہ بیمار صحت پائے۔

ہندو۔ واقعی آپکا کہنا ٹھیک معلوم ہوتا ہے میں اب کرستان ہونے میں جلدی نہیں کرونگا اور خوب سوچ سمجھ کر دریافت کر کے حق کیا ہی

معلوم کروں گا۔ اگر میرے قیاس کے مطابق یسوع کو لعنتی مانا جائے۔ تو دو باتوں میں سے کوئی ایک بات تو ضرور جھوٹی ہوگی۔ یا تو یسوع نبی ہوگا۔ اگر سچا ہے تو لعنتی موت سے نہیں مر سکتا۔ احمدی۔ بے شک لعنت و نبوت ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی۔ یہہ اجتماع مذہب میں محال ہے ہمارا تو یہ عقیدہ ہے۔ کہ حضرت یسوع تو لعنتی موت سے ہرگز نہیں مرے بلکہ وہ اس سے نجات پائے دیکھو خود اون کی کتابوں میں لکھا ہے۔ باب ۷ دوسری آیت فرشتوں میں ہے۔ خدا کہتا ہے۔

میں نے قبولیت کے وقت میں تیری سنی اور نجات کے دن تیری مدد کی یعنی یسوع رات کی وقت جو اکثر دعا کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے رو رو کر موت کا پیالہ پلنے کے لئے جو دعا کی تھی وہ سنی گئی۔ اور اللہ نے اس کی مدد فرما کر لعنتی موت سے نجات دی۔ چنانچہ دوسری جگہ برائیوں ۵ باب آیت میں لکھا ہے کہ یسوع نے (بہت رو رو اور آنسو بہا ہوا کے اس سے جو اسکو موت سے بچا سکتا تھا دعائیں اور منتیں کیں اور تحمل کے سبب اسکی سنی گئی۔ جسے سے مراد۔

بیان دعا کا قبول کرنا ہے۔ یہہ تو ہو نہیں سکتا کہ خدا کسی بہرا ہوتا ہے اور کبھی مستحق ہے وہ تو ہمیشہ مستحق ہے۔ مثلاً ایک شخص کو ہم کہیں کہ پانی لاؤ۔ اور وہ نہ لاوے تو اس کو الزام دیتے ہیں کہ تو نے ہماری بات نہ سنی۔ حالانکہ وہ کانون سے سن چکا تھا مگر اس پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے اسکو نہیں سنا کر کے الزام دیا جاتا ہے۔ ایسے اللہ جل جلالہ کے یہاں اسکی دعا سنی گئی۔ یعنی جیسے اسکی آرزو لعنتی موت کا پیالہ پلنے کی تھی ٹال دیا۔ اور اسکو رحمتی موت سے موت کر کے لعنتی موت سے بچالیا۔ اسپر جو لوگ اپنے گناہوں کا بوجھ اتار لینے کے لئے اسکو لعنتی موت مارتے ہیں وہ جانے اور اون کا یسوع ہم تو اس عقیدہ سے پاک ہیں۔ فقط

خاکسار عبد اللہ احمدی نیما پور

استفسار اور انکے جواب

سوال اول۔ اگر ذبح کنندہ وقت ذبح کے بسم اللہ بھول جاوے تو ذبیحہ کے استعمال میں آپ کیا فرماتے ہیں۔

سوال دوم۔ بندوق پر بسم اللہ پڑھ کر شکار مارا جائے اور اسکا قبل ذبح کے مر جائے۔ تو اس کے کھانے میں آپ کیا رائے فرماتے ہیں۔

جواب

(۱) اگر ذبح کنندہ وقت ذبح کے بسم اللہ بھول جائے تو ایسے ذبیحہ کا کھانا جائز ہے اگر بظاہر اس صورت میں معلوم ہوتا ہے کہ اتیہ شریف (و لا تا کلو مما لم یذکر اسم اللہ علیہ) کی مخالفت کی جاتی ہے لیکن اگر عین نظر سے دیکھا جائے تو کسی قسم کی مخالفت نہیں بلکہ نامی مسلم ذاکر کے حکم میں داخل ہے کیونکہ نامی حکم ذاکر ہے۔

طبیعت داعیہ الی الاسلام ذکر کے قایم مقام ہے یہ ہی معنی اس حدیث کے ہیں۔ جو درستی اور درغشور وغیرہ میں ہے (۲) سلم یذبح علی اسم اللہ۔ سعی اولہ لیسیم مالہ یتعجل لیس وہ ذبح جب پرہیزورت نشیان۔ بسم اللہ نہیں پڑھی گئی۔ (۳) لویہ لیس لیس (علیہ) کے تحت میں داخل نہیں ہے۔ بلکہ (ذکر اسم اللہ علیہ) کے تحت میں داخل ہے۔

(۲) بندوق پر بسم اللہ پڑھ کر جو شکار حلال جانور دن میں سے مارا جائے۔ اور شکار قبل ذبح مر جاوے تو اسکا کھانا جائز ہے دیکھو کتب فتاویٰ شامی وغیرہ کو۔

مردہ الریحی الی عفوریہ الکریم عبد اللہ

استفسار

عصر اور فجر کی فرض نماز کے بعد مسجد حرام بتلایا جاتا ہے کیا یہ صحیح ہے؟ اگر کوئی شخص فجر کی نماز میں جماعت کے ساتھ بغیر ادا کرنے سنت کے ثواب جماعت فوت ہونے کے خیال سے شامل ہو جائے اور بعد سلام سوچ بچنے کے قبل دو رکعت سنت ادا کر سکتا ہے یا نہیں اور عصر کے بعد جو مسجد حرام بتلایا جاتا ہے وہ کس طرح سے؟

یہہ امر نفی ہے کہ سورج کے نکلنے وقت اور دو تہ وقت مسجد نہ کرنا چاہئے؟

(نوٹ)۔ براہ کرم استفسار بالا کا جواب درج اخبار فرما دیجئے۔

خاکسار محمد عمر احمدی صدر مدرس مدرسہ کورٹ تعلیقہ۔

مذہب خرمیاری اخبار الحکم

الجواب

(۱) عصر اور فجر کی فرض نماز کے بعد سجدہ حرام نہیں ہے مگر اولی تاخیر ہے۔ دیکھو کتب دینیات۔ کبیری و مظاہر حق وغیرہ شرح مشکوٰۃ کو کہ اس میں لکھا ہے۔ اگر سجدہ تلاوت ان اوقات میں کرے تو جائز ہے۔ مگر افضل یہ ہے کہ اس سجدہ کو تاخیر سے ان اوقات میں ادا کرے کیونکہ اس سجدہ کی تاخیر میں سجدہ کا فوت ہونا لازم نہیں آتا اور نہ سجدہ کا قضا ہونا لازم آتا ہے کیونکہ جو کسی وقت کے ساتھ مقید نہیں اس کی تاخیر میں یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ وہ فوت ہوگئی اور قضا تاخیر کے بعد ہو ادا کیا جائے تو یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ وقت قضا ہے بلکہ جب کیا جائے پس وہ اسے اور سجدہ تلاوت ہی اسی قبیل سے ہے کہ وہ کسی وقت کے ساتھ مقید نہیں۔

(۲) بخاری سنن اگر قضا ہو جائیں تو پڑھنا انکا بعد فرضوں کے قبل طلوع آفتاب منع نہیں اور بعد طلوع آفتاب کے بھی پڑھنا انکا جائز ہے چنانچہ دربارہ پڑھنے ان سنتوں کے بعد صلوٰۃ مفروضہ اور قبل طلوع شمس۔ ابن حزم نے اسکی من ایک حدیث لکھی ہے اور وہ ہے عن عطاء بن ابی رباح عن رجل من اصحابنا قال راٰی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلا یصلی بعد الغدۃ فقال یا رسول اللہ لہ اکن صلیت رکعتی الف فصلیتہا الا ان فلم یقل لہ شیئا اور اسی کے قریب قریب ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور دربارہ پڑھنے سنتوں کے بعد طلوع شمس کے ابوبکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے۔ عن نافع عن ابن عمر انہ صلی رکعتی الف بعد ما اضحیٰ اور ترمذی میں ہے عن ابی ہریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یصل رکعتی الف فلیصل بعد ان یتطلع الشمس۔

میرے نزدیک محقق امر ہے کہ بعد ارتفاع شمس کے سنتوں کا پڑھنا افضل ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ حررہ الراجی الی ربہ الکریم عبد الرحیم۔ عفی اللہ عنہ۔

کون توجہ کریگا؟

ذیل میں میں اپنے عزیز بھائی منشی غلام صاحب پہلوری کا ایک چھوٹا سا مرامسلہ درج کرتا ہوں جو انہوں نے اپنے بچے کے متعلق لکھا ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ بعض احمدی جو حرم کے سوداگر ہیں اور ایک وسیع پیمانہ پران کے کارخانہ ہیں۔ وہ منشی غلام صاحب کے صاحب کے صاحب کے اپنے کارخانہ میں رکہ کر کام سکھائیں گے خصوصاً میں شیخ نیاز احمد صاحب وزیر آبادی کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے بھائی کو مدد دیں۔

فی الحقیقت منشی اور حنفی تعلیم کی طرف قوم کے بچوں کو توجہ دلانا اور ان کے لئے ایسی تعلیم کا سامان ہم پہنچانا قوم کا فرض ہے۔ لیکن جس حال میں ابھی تک سکول کے لئے بہت سی ضرورتیں ہر وقت دست سوال دراز کئے ہوئے ہیں کسی اور شعبہ اور شاخ کی طرف کیے توجہ ہو تاہم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید کی جاتی ہے کہ وہ وقت آجائے گا کہ ہم آپ ہی ایسی ضرورتوں کو پورا کر سکیں گے۔

شیخ نیاز احمد صاحب (جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک درخشندہ نمونہ ہیں اور خدا کے فضل سے ایک عمدہ کارخانہ چرم کار کتے ہیں) اگر اس بچے کو اپنے کارخانہ میں رکہ کر کام سکھائیں تو بہت مفید ہوگا۔ اور مجھے یقین ہے کہ اس نوٹ کو پڑھ لینے کے بعد انہیں تامل نہ ہوگا۔ ایڈیٹر۔

الغیث! الغیث!!

میرا لڑکا جو بفضلہ آج بیس برس کی عمر کا ہے جو کہ سال متواتر بیمار رہنے کے باعث علم جیسی بے بہا نعمت سے محروم رہ گیا۔ جب سکول کے ماسٹروں نے اسے علمی لائن کے قابل نہ پایا اور اسکی پڑائی سے جواب دیدیا تو پھر نے اسے سلائی کا ہنر سکھانا چاہا مگر اسے بخل تیرا ستیاں کہہ کر تو نے قوم کے عروج میں روڑا اٹھایا ہوا ہے اگر تو نہ ہوتا تو قوم کی افراد اس ذلیل حالت میں نظر نہ آتی۔

آہ! بعض وہ فیاض دل ہیں جو اپنی جیب سے خرچ دیکر قوم کے بچوں کو دلالت بھیجتے ہیں۔ اور ایک وہ ہیں جو اپنے ماتر کا ہنر تانے بھی بخل

کرتے ہیں۔ ایک روز میں اپنی قوم کے ایسے بخیل ہنرمندوں کا گلہ کر رہا تھا کہ اسی اثنا میں میرے ایک ماتحت نے مجھے کہا کہ اگر آپ اوزار جلد بندی صاحبزادہ کو منگوادیں تو میں سکھا دوں۔ میں نے فوراً اوزار منگوادے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ لڑکا کوادہر چھوڑ کر ہی چلتا ہوا۔ بتا اسی قوم! اگر میں تیرا گلہ نہ کروں تو کیا کروں؟ ایک دن وہ ہتھا۔ کہ تیرے چشمہ فیض سے غیر تو میں سیراب ہو کر دور دراز ملکوں میں جا کر تیری فیاضی کے گیت گایا کرتی تھیں۔

اور ایک دن یہ ہے کہ تیرا ہی بھائی تیرے ہی ملک میں تیرے بخل کے گیت گارہا ہے۔ قوم گنتی میں ہو گویا وہ بلخ سے بھی سوا مر گئے جب قوم کے دل قوم میں پہنچا رہا

چپکے چپکے حاجتیں کرتی تھی سب انکی دوا فقر و فاقہ انکا خلقت پر بیان ہوتا تھا ہنرمندوں کے اس بخل کو دیکھ کر میں نے اپنے ماتحت جگر کو تجارت پیشہ میں لگانے کی صلاح کی اس میں تجربہ کبھی ضرورت محسوس ہوئی اسلئے پھر مجھے قوم کے تجارت پیشہ اصحاب کی طرف جھکنا پڑا۔ ہنرمندوں کے فعل نے گو میری امیدوں پر پانی پھیرا ہوا تھا مگر میرا دل تجارت پیشہ اصحاب کی طرف سے گواہی دیتا تھا کہ وہ بظری وسیع الاخلاق ہوتے ہیں۔

بھئی اور رنگوں میں اکثر تجارت قوم کے بچوں کو اپنے کارخانوں میں بظری خوشی سے رکھتے ہیں اور انہیں بلا دخل بخل تجارت پیشہ میں ماہر کرتے ہیں۔ غرض یہی امید مجھے مالکان کارخانہ حرم کی خدمت میں لگئی۔ مگر افسوس کہ کسی مہربانی کو بھی مجھ پر اور میرے ماتحت جگر پر رحم نہ آیا میں نے یہاں تک کہ میں لڑکے کی ضروریات کا اوجہ اپنے ذمہ لیتا ہوں اگر آپ اسے اپنا فرزند سمجھیں تو زہے قسمت ورنہ بلا خواہ خدمت گاہی سمجھ لیں مگر ع

خود غلط بود آنچه ما پنداشتیم کہان ہادی قوم کے وہ آب زر سے لکھنے والے کلمات ”انما المؤمنون اخوة“ اور کہان مذکورہ بالا سلوک سے

کہول کر کچھ اپنی آنکھیں دیکھ لے قوم متین کم ہوئی جاتی ہے تجھ سے عزت دنیا و دین ایک رونا ہوا تو روئیں روئیں گے کس کس کو ہم ایتو گویا کل مہاری ایک ہی سیدی نہیں لے قوم! مجھ تو اس لڑکے کی حالت پر رحم کرتا ہے اور میرا دل رات دن اس غم میں بٹھکا جاتا ہے۔ پہلا بتا تو یہی کہ کیا بیدیری رام کہانی

تیرے دل میں بھی کچھ لگدی پیدا کر گئی؟ اے کیا تو بیکار ہو گئی؟

تقاضا بشریت تو یہی ہے کہ تو بیکار ہے اور اس سخت جگر سے جگر کی محبت کرے

کر دامل اسلام سے تم بھلائی

کہ مومن ہیں آپس میں مان جاہا

تفاوت نہ اپنے پرے میں سمجھو

کہ کافی ہے بیوند اسلام تم کو

از شاہ پورکنڈی (خاکسار غلام محمد پہلوری

منبع گورداسپور ۶- نومبر ۱۹۵۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

لنگر خانہ کی آمد

یہ چند سطر میں آپ کی خدمت میں حضرت امام علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق لکھتا ہوں۔ لنگر خانہ کی آمد کی کسی بسا اوقات باعث تشویش ہوتی ہے اس سے دو تین سال پہلے جب حضرت اقدس نے خود ایک اشتہار بعنوان لنگر خانہ کے انتظام کے لئے شائع فرمایا تھا تو اس وقت بھی یہی تکلیف پیش آتی تھی اب حرج تو اس وقت سے ڈیوڑھا ہو گیا ہے یعنی اس وقت آٹھ سو روپیہ ماہوار تھا تو اس وقت بارہ سو روپیہ

ماہوار ہو گیا ہے اور آمد کی یہ حالت ہے کہ دن بدن کم ہوتے ہوئے ان دنوں میں خصوصاً بہت ہی تنزل کی حالت میں ہے اور حضور کی اوقات گرامی جو ایسی تشویشوں سے خالی ہونی چاہئے ان میں یہ باتیں مغل ہو جاتی ہیں۔ میں امید نہیں کرتا کہ کوئی اس سلسلہ کا مخلص اسبات کو گوارا کر سکے گا کہ حضور کو یہ تکلیف تشویش میں ڈالنے والی ہو۔

اگرچہ یہ سارا انتظام نوکلا علی اللہ ہی ہو رہا ہے مگر تاہم یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ایسا انتظام کیا جاوے جیسا حضور نے پہلے ہی ایک دفعہ اشتہار دیا تھا۔ اس اشتہار میں حضرت اقدس نے یہ تحریر فرمایا تھا کہ ان لوگوں کے ساتھ جو مدد کھاتے ہیں میں یہ آخری فیصلہ کرتا ہوں

مجھے خدا نے بتلایا ہے کہ میرا بھائی سے پیوند ہے یعنی وہی خدا کے دفتر میں مرید ہیں جو اعانت اور نصرت میں مشغول ہیں۔ سو ہر ایک شخص کو چاہئے کہ اس نئے انتظام کے بعد نئے سرے عہد کر کے اپنی خاص تحریک سے اطلاع دے۔

کہ وہ ایک فرض مٹی کے طور پر اس قدر چھوڑے کہ وہ ایک پیوند ہو سکے۔ گو ایک پیوند ہوا ہی ہو۔

ماہواری پیوند ہو سکتا ہے۔ گو ایک پیوند ہوا ہی ہو۔

اور جو شخص کچھ بھی مقرر نہیں کرتا اور نہ جسمانی طور پر اس سلسلہ کے لئے کچھ بھی مدد دے سکتا ہے وہ منافق ہے اب اس کے بعد وہ سلسلہ میں نہیں رہ سکیگا۔ اور اس کے بعد کوئی مغفود اور لاہرہ واجو انصار میں داخل نہیں اس سلسلہ میں ہرگز نہیں ہے گا۔

تین طرح سے موجود آمد میں ترقی کی صورت ہو سکتی ہے اور امید ہے کہ مخلص احباب ان تینوں طریق پر پوری سعی فراوان کریں گے۔

اول۔ فہرست چندہ میں جو اس وقت موجود ہے صرف دو ہزار چندہ دہندگان کا نام موجود ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بکثرت احباب ایسے ہیں جنکو ابھی تک حضرت اقدس کے ارشاد کا پورا علم نہیں ہوا یا انہوں نے ٹھیک طرح سے اس کو سمجھا نہیں پس جہاں جہاں کسی دوست احمدی احباب کا پتہ معلوم ہے جہاں بھی تک چندہ دہندگان میں شامل نہیں وہ انکو شامل کرنے کی کوشش کریں اور ان کو حضرت اقدس کے ارشاد و ارشاد سے پوری طرح سے آگاہ کریں۔ اور ان میں ایک مستعد آدمی کو مقرر کریں جو باقاعدہ چندہ وصول کر کے ماہوار بھیج دیا کرے۔ دوسرے ہر فہرست میں اکثر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گھر میں سے ایک آدمی کو چندہ دینے والا مقرر کر لیا گیا ہے۔ اور باقی افراد عورتیں ہوں یا لڑکے لڑکیاں وہ اس فرض سے سبکدوش سمجھے گئے ہیں حالانکہ یہ فرض کفایہ نہیں بلکہ حضرت اقدس کے یہ لفظ ہیں کہ ہر ایک شخص کو جو اپنے آپ کو اس سلسلہ میں سمجھتا ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت یا لڑکا الگ الگ چندہ دینا چاہئے۔ اور کوئی بھی اس حکم کی مستثنیٰ نہیں کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ وہ لاکھ یا اس سے بھی زیادہ مریدوں میں سے جو سلسلہ بیعت میں داخل ہو چکے ہوں صرف دو ہزار چندہ دینے والے ہوں۔ گویا بحساب اوسط اسکو بھی زیادہ بیعت کرنے والوں میں سے صرف ایک چندہ دینے والا ہوگا۔ اور پھر جیسا کہ مردوں کو اس اعانت میں حصہ لینا چاہئے۔ عورتیں کیوں الگ رہیں۔ اور ایسے ہی کہہ کر دوسرے افراد سب کے سب شامل ہونے چاہئیں۔ صرف احاطہ بیٹی میں مسئلہ کی مردم شماری میں سرکاری رپورٹ سے ظاہر ہے کہ (۱۱۰۸۷) احمدی تھے اگر یہ کل احمدی فی کس ایک پیسہ ماہوار کے حساب سے بھی چندہ دین تو پونے دو سو بیسے ماہوار چندہ اس حساب سے آنا چاہئے حالانکہ بہ تعداد ریزی بڑی ہوئی ہے۔ جس طرح

ہر شخص جو احمدی کہلاتا ہے چندہ اپنے اوپر فرض کرنے خواہ مرد ہو یا عورت تو ایک ایک پیسہ بھی دین تو لنگر خانہ کا انتظام باسانی چل سکتا ہے پس سب سے زیادہ زور دینے کے قابل ہی دو باتیں: اول تو جہاں حضرت اقدس کے ارشاد کی پوری طرح خبر نہیں: ان خبر پہنچا کر ان لوگوں کو ماہوار مستقل اعانت پر آمادہ کیا جاوے اور اپنے اپنے گھروں میں عورتوں اور بچوں کو بھی اس میں شریک کیا جاوے۔ اور فہرست چندہ میں جو کچھ انکا چندہ ہو خواہ وہ ایک پیسہ ہو یا دو ہبل الگ دکھایا جاوے بلکہ چھوٹے چھوٹے بچوں کو بھی بہ نسبت حصولی ثواب اس میں شامل کر لیا جاوے۔ دوسرے تیسری تجویز یہ ہے کہ جو صاحب آمدنی کا ذریعہ رکھتے ہیں وہ اپنے اپنے چندہ کو بطور دین ان کے تھوڑا تھوڑا بڑانے سے مجموعی آمد میں بہت بڑی ترقی ہو سکتی ہے مجھے کئی دفعہ خیال آیا ہے کہ احباب اگر اپنی آمد کا دسواں حصہ خالص سلسلہ کی ضروریات کے لئے الگ کر دیا کریں تو یہ کوئی بڑی نہیں مان ایسا ہو سکتا ہے کہ جن احباب کی آمدنی مثلاً دس روپیہ ماہوار سے بھی کم ہے وہ حسب استطاعت دسویں حصہ سے کم دیدیا کریں اور جنگی آمدنی سو روپیہ ماہوار سے زیادہ ہے وہ حسب استطاعت زیادہ دیدیا کریں۔ آخر جو وعدہ بیعت کی وقت جاتا ہے اسکو بھی تو کسی قدر پیش نظر رکھنا چاہئے۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنا سہل مگر جہالت ہو سکے دین کیلئے دن بدن قدم آگے تو رکھنا چاہئے۔ یاد رہے کہ میری غرض یہ ہے کہ دسواں حصہ صرف ضروریات سلسلہ کے لئے دیا جاوے جس میں لنگر خانہ اور مدرسہ اور اشاعت کا کام شامل ہیں۔ یہی سلسلہ کی اہل اور بڑی شاخیں اور مقدم ضرورتیں ہیں اخباروں یا کتابوں کی قیمت ایک الگ چیز ہے کیونکہ وہ معاوضہ میں دیکھائی دی۔ اور ان ضروریات میں ہی لنگر خانہ سب سے مقدم ہے کیونکہ اسکے اخراجات بہ نسبت دوسری شاخوں کے بہت زیادہ ہیں۔

زکوٰۃ۔ ان باتوں کے علاوہ ایک اور ضروری عرض ہے اور وہ یہی میں بایمانے حضرت امام علیہ السلام ہی لکھتا ہوں۔ اور وہ ہے زکوٰۃ کے متعلق۔ اسی اشتہار کے متعلق لنگر خانہ میں جس کا بیٹہ اور ذکر کیا ہے۔ حضرت اقدس نے اخیر پر یہی تحریر فرمایا تھا کہ ”بہر حق سچ ہے کہ صدقات اور زکوٰۃ

در اس طرح کی ہر کار و پیہ بھی یہاں آنا چاہئے۔ مگر اس کی طرف بہت ہی کم میں کہہ سکتا ہوں شاذ و نادر احباب نے توجہ کی ہے۔ جس دن حضور علیہ السلام کے لنگر خانہ کے متعلق نزدیک کے لئے حکم دیا اسی دن بیٹے یہی عرض کیا تھا اور یہ بعض احباب میاں کوٹ والا ہو کر تحریک سے تیار نہ ہوئے کہ زکوٰۃ کار و پیہ اکثر لوگ یا تو شاید الگ کر کے نکالتے ہی نہیں اور یا نکالتے ہیں تو اپنی اپنی جگہ پر مناسب موقع پر خرچ کر لیتے ہیں۔ جس پر آپ نے فرمایا کہ زکوٰۃ کار و پیہ ہی سب یہاں آنا چاہئے اور ہر یہاں حسب ضرورت خرچ ہونا چاہئے۔ اول تو زکوٰۃ دی بہت کم جاتی ہے حالانکہ بہت گھر ایسے ہوتے ہیں جہاں اگر نقد مال جمع نہ ہو تو کم از کم زیور ضرور اس قدر مالیت کا ہوتا ہے جس پر زکوٰۃ ضروری ہے۔ اور اس طرف توجہ اس لئے نہیں ہوتی کہ زکوٰۃ کا فنڈ الگ جمع نہیں ہوتا ورنہ اگر یہ روپیہ سب ایکجا جمع کیا جاوے تو خود تحریک کا باعث ہوتا ہے۔ دوسرے زکوٰۃ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہمیشہ ایک جگہ جمع ہوتی رہی اور یہ بھی اجازت نہ تھی کہ ہر شخص جہاں چاہے اسے خرچ کرے پس اب بھی وہی صورت ہونی چاہئے یہی حضرت مولوی نور الدین صاحب نے بھی ایک استفسار پر فرمایا تھا۔ پس نہایت ضروری ہے کہ آئندہ زکوٰۃ کا کل روپیہ ایک جگہ قادیان میں جمع ہو۔ اور یہ روپیہ حضرت مولوی نور الدین صاحب کے پاس جمع ہوگا مگر سمجھنے والے صرف اس پتہ پر سمجھیں۔ امین

زکوٰۃ فنڈ قادیان تاکہ یہ روپیہ الگ الگ جمع ہوتا رہے اسکا سارا حساب کتاب الگ ہوگا۔ یاد رہے کہ زکوٰۃ کار و پیہ مخصوص ہو کر الگ فنڈ زکوٰۃ میں آنا چاہئے اور اسکا تعلق دوسرے کسی چندہ یا دوسرے کچھ نہیں ہر موجد ارشاد حضرت اقدس اسکو مناسب موقع پر خرچ کیا جاوے گا۔

آخر میں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ چھٹی ہر ایک دوست کے نام کو بھی نہیں جاسکتی مگر جس قدر جماعتوں کے پتے رجسٹر اکادمی میں موجود تھے ان سب جماعتوں میں ایک ایک آدمی کے نام بھیجی جانی ہے جنکی معرفت چندہ آتا ہے۔ وہ خود جماعت میں پوری تحریک کر کے ایک فرد تیار کر کے اور ماہوار چندہ ہر ایک کا اس کے نام کے سامنے لکھ کر وہ فرد یہاں بھیج دیں تاکہ ان فہرستوں کا ایک

رجسٹر میں اندراج کر لیا جاوے۔ اور جب چندہ ماہوار آوے تو درج کر لیا جائے کہ۔ یا بقایا کی صورت میں مطالبہ کیا جائے کہ۔ حضرت اقدس کا منشاء ہے کہ یہ کام بہت سرگرمی سے ہونا چاہئے۔ ایسی فہرستیں خاکسار راقم کے نام آئی چاہئیں۔ تاکہ انکا اندراج ہوتا رہے مگر روپیہ لنگر خانہ کا صرف حضرت اقدس کے نام آنا چاہئے اور روپیہ کے ساتھ ایک فہرست آنی چاہئے۔ خواہ اگر گنجائش ہو کوہ میں سے دیا جاوے ورنہ الگ خط میں بھیجی جائے گی۔

والسلام
خاکسار محمد علی از قادیان۔ ۳۱۔ اکتوبر ۱۹۷۹ء

چندہ بھیجنے والے احباب توجہ کریں

(۱) حضرت اقدس کے نام جوئی آرڈر بھیجا جاوے وہ ایسا ہونا چاہئے۔ جو لنگر خانہ یا صرف حضرت کی ذات خاصہ کے ہو بعض احباب کل مدت کار و پیہ ایک جگہ حضرت صاحب کے نام بھیج کر ہر اسکی تفصیل دینے میں غفلان مدین ہفتہ اور غفلان خندین ہفتہ جس سے حضرت اقدس کو تکلیف ہوتی ہے آپ کے اوقات ایسے فتور حسابوں سے خالی ہونے چاہئیں۔ ایسے سوا اول و مدت کے جسکا ذکر اوپر ہوا احباب روپیہ مدت منطبق میں بھیجا کریں۔ یا اگر اکٹھا بھیجا ہو تو سچائے حضور علیہ السلام کے نام پر بھیجنے کے کسی دوسرے صاحب کے نام بھیج دیا کریں جسکو میں قسم کی قسم کی فرماؤں۔ (۲) مٹی آرڈر کوہن عموماً خالی ہوتے ہیں یا پھر ضروری باتیں نہیں ہوتیں۔ مثال کے طور پر بیان کرنا ہوں کہ ابھی حضرت اقدس کی جانب سے چندہ کوہن آئے ہیں ان میں سے ایک کوہن پر یہ عبارت ہے پھر چندہ لنگر خانہ مدرسہ۔ پھر میگزین۔ ۸۰ مسکین فنڈ۔ ۵۰ کاغذ نام اور پتہ ندارد ہے اب اگر تقسیم کی جائے تو کس طرح اور کس صاحب کا نام یہ روپیہ لکھا جائے۔ ایک اور کوہن میں ہے کہ لنگر خانہ اشاعت میگزین کے لئے بھیجی جاتی ہیں نام عبد المجید بی اے درج ہے مگر پتہ ندارد۔ اول تو میگزین کا روپیہ براہ راست بنام بنوا جانا چاہئے۔ دوسری وقت یہ ہے کہ رسد کوہن بھیجیں۔ ایک تیسرے کوہن میں ہے۔ چندہ لنگر خانہ التوبہ و نومبر رسالہ جو قبل فرمایا جائے۔ عاجز عطاء اللہ۔ رقم چندہ درج نہیں نہ کوئی تفصیل ہے نہ فریڈہ کا کوئی پتہ ہے۔ ایک اور کوہن میں درج ہے کہ چندہ لنگر خانہ و مدرسہ ہفتہ رسالہ جو مگر تفصیل نہیں کہ لنگر خانہ کا اسقدر ہے اور مدرسہ کا اسقدر اور کس کس مہینہ کا۔ بہ نام درج ہے۔ پتہ ندارد۔ ایک کوہن بالکل خالی ہے۔ مگر فیکہ مودی ایک کوہن کے کسی پر کچھ بھی نہیں کسی پر تو نہیں کسی پر تفصیل نہیں

تاتم ن رین کلمات طیبہ احضار الزا سلمہ رحما ۲۸ ستمبر ۱۹۰۵ء (قبل وپہر)

آج ایک ترک اور ایک یہودی اعلیٰ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کے لئے آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے حضرت اقدس سے چند سوالات پوچھے جو اب سمیت ذیل میں درج کرتا ہوں۔ یہ یاد رہے کہ سوال جواب عربی زبان میں تھے مگر انکا مفہوم لیکر اردو میں لکھتا ہوں۔ ایڈیٹر۔

ترک۔ آپ کا دعویٰ ہے کہ میں مہدی ہوں اور احادیث میں آیا ہے کہ مہدی جب آئیںگا تو لوطیائی کرے گا۔

حضرت اقدس۔ آپ کو معلوم نہیں یہ بالکل غلط خیال ہے مہدی کے متعلق جعفر احادیث اس قسم کی ہیں وہ محدثین نے مجروح قرار دی ہیں صرف ایک حدیث (امہدی الا عیسیٰ) ہے یعنی بجز مسیح موعود کے اور کوئی مہدی آنیوالا نہیں ہوگا جو مسیح بخاری میں امام مکمل منکم فرمایا ہے یعنی اسی امت میں سے آنیوالا۔ اور اسکے متعلق کہیں نہیں لکھا کہ وہ لوطیائی کرے گا۔ بلکہ بخاری میں جو اصح الکتاب بعد کتاب اللہ ہے صاف لکھا ہے کہ

یضع الحرب

یعنی اس کے وقت میں مذہبی لڑائیوں نہ ہوں گی۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ اب حرب کی ضرورت نہیں ہے ہمارے مخالف ہمارے ساتھ جنگ نہیں کرتے۔ وہ تو قلم کے ساتھ اعتراض کرتے ہیں پس یہ کیسی کمزوری کہوتی کہ قلم کا جواب قلم سے نہ دیا جاتا بلکہ اسکے لئے ہتھیار استعمال ہوتا اسی صورت میں جبکہ قلم کے حملے ہو رہے ہیں ہمارا یہی فرض ہے کہ قلم کے ساتھ ان کو رد کریں۔ علاوہ بریں اگر اللہ تعالیٰ کی یہ مرضی ہوتی کہ ایک زمانہ اسلام کی ترقی جنگ سے وابستہ ہوتی تو ہر قسم کے ہتھیار مسلمانوں کو دیتے جاتے۔ حالانکہ جعفر ایجا دین آلات حربیہ کے متعلق یورپ میں یہودی ہیں جبکہ نہیں ہوتی ہیں۔ جس سے اللہ تعالیٰ کی مصالحت کا صاف پتہ لگتا ہے کہ یہ لڑائی کا زمانہ نہیں ہے۔ اور کہی ہی کوئی دین اور مذہب لڑائی سے نہیں پہل سکتا۔ پہلے ہی اسلام کی ترقی اور اشاعت کے لئے تلوار نہیں اٹھائی گئی۔ اسلام

اپنے برکات انوار اور تاثیرات کے ذریعہ پہلا ہے اور ہمیشہ اسی طرح پہلے گا۔ پس یہ نہایت ہی غلط اور مکروہ خیال ہے کہ مسیح کے وقت جنگ ہوگی۔ اور نہ مسیح کو اس کی حاجت۔ وہ قلم سے کام لے گا۔ اور اسلام کی حقانیت اور صداقت کو پُر زور دلائل اور تاثیرات کے ساتھ ثابت کرے گا۔ دیکھا گیا اور دوسرا دیان پر اسکو غالب کریگا اور یہ ہو رہا ہے۔

ترک۔ یہ بھی تو آیا ہے کہ مسیح کے زمانہ میں قرآن اٹھایا جائے گا اب کہاں اٹھایا گیا ہے؟

حضرت اقدس۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ایک صحابی نے یہ پوچھا تھا کہ اسوقت قرآن شریف کیسے اٹھایا جائیگا۔ آپ نے اسکو یہ جواب دیا تھا کہ میں تو تجھے عقلمند سمجھتا تھا۔ یہی جواب میرا ہے کیا آپ نہیں دیکھتے کہ قرآن شریف پر کوئی عمل نہیں کیا جاتا اس کی حمایت اور حمایت کے لئے کچھ بھی نہیں ہوتی۔ قرآن شریف سے صوری اور معنوی اعراض کیا گیا ہے اسکے حقائق اور معارف اور اسکی تعلیم مسلمان بالکل بے خبر ہو رہے ہیں اور کس طرح قرآن اٹھایا جائیگا۔

{ ترک صاحب تو دو سوالوں کے بعد خاموش ہو گئے یہ یہودی صاحب نے اپنے سوالات پیش کرنے شروع کئے }

(یہودی) یہودیوں میں بھی تو وحید موجود ہے اسلام اس سے بڑھ کر کیا پیش کرتا ہے؟

حضرت اقدس۔ یہودیوں میں تو وحید تو نہیں ہے مان فشر التوحید بے شک ہے اور نہ اشر کسی کام کا نہیں ہو سکتا۔ توحید کے مرتب ہوتے ہیں بغیر ان کے توحید کی حقیقت معلوم نہیں ہوتی۔ نرالا الہ الا اللہ ہی کہہ دینا کافی نہیں یہ تو شیطان ہی کہہ دیتا ہے جب تک علی طور پر لا الہ الا اللہ کی حقیقت انسان کے وجود میں متحقق نہ ہو کچھ نہیں۔ یہودیوں میں یہ بات کہاں ہے؟ آپ ہی بتا دیں!

توحید۔ کا ابتدائی مرحلہ اور مقام تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قول کے خلاف کوئی امر انسان سے سرزد نہ ہو اور کوئی فعل اسکا اللہ تعالیٰ کی محبت کے منافی نہ ہو۔ گویا اللہ تعالیٰ ہی کی محبت اور اطاعت میں محاور فنا ہو جاوے۔ یہود اس کے معنی یہ ہیں لا معبود دلی ولا محبوب لی ولا مطاع لی الا اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی میرا معبود ہے اور نہ کوئی محبوب اور نہ کوئی واجب اطاعت ہے۔

یاد رکھو ترک کی قسمیں ہوتی ہیں امنیں ہے ایک شرک جلی کہلاتا ہے دوسرا شرک حقیقی۔ شرک جلی کی مثال تو عام طور پر یہی ہے جیسے یہ بت پرست لوگ بتوں۔ درختوں یا اور اشیاء کو معبود سمجھتے ہیں۔ اور شرک حقیقی یہ ہے کہ انسان کسی شے کی تعظیم اسی طرح کرے جس طرح اللہ تعالیٰ کی کرتا ہے یا لکری چاہے یا کسی شے سے اللہ تعالیٰ کی طرح محبت کرے یا اس سے خوف کرے یا اس پر توکل کرے۔

اب غور کر کے دیکھو کہ یہ حقیقت کامل طور پر توحید کے ماننے والوں میں پائی جاتی ہے یا نہیں خود حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی ہی میں جو کچھ لے سرزد ہوا وہ آپ کو ہی معلوم ہوگا۔ اگر توحید کافی ہوتی تو چاہے تھا کہ یہودی اپنے نفوس کو مرنی کرتے۔ مگر انکا تزکیہ نہ ہوا۔ وہ نہایت قسی القلب اور گستاخ ہوتے گئے۔ یہ نہایت قرآن شریف ہی میں ہے کہ وہ انسان کی دل پر بشر طبع اس سے صوری اور معنوی اعراض نہ کیا جائے ایک خاص اثر ڈالتا ہے۔ اور اس کے نمونے ہر زمانہ میں موجود رہتے ہیں چنانچہ

اب یہی موجود ہے۔
قرآن شریف نے فرمایا قل اذکنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحبکم اللہ یعنی اے رسول تو ان لوگوں کو کہہ دے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ تم کو اپنا محبوب بنا لیگا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع انسان کو محبوب الہی کے مقام تک پہنچا دیتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کامل موجود کا نمونہ تھے۔ پھر اگر یہودی توحید کے ماننے والے ہوتے تو کوئی وجہ تھی کہ ایسے موجود سے دور رہتے انہیں یاد رکھنا چاہئے تھا کہ کہ خدا تعالیٰ کے خاتم الرسل کا انکار اور خدا نہایت خطرناک امر ہے مگر انہوں نے پروا نہیں کی اور باوجودیکہ خود انکی کتاب میں آپ کی پیشگوئی موجود تھی مگر انکار کر دیا۔ اسکی وجہ بجز اس کے اور کیا ہو سکتی ہے

قسست قلوبہم

سوال۔ کیا کسی اور مذہب میں رہ کر انسان نجات نہیں پاسکتا۔

جواب۔ یہاں جواب خود قرآن شریف نفی میں دیتا ہے ان الدین عند اللہ الاسلام۔ ومن یتبع غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ اسلام کے سوا اور کوئی دین قبول نہیں ہو سکتا۔ اور یہ مزاد دعویٰ نہیں تاثیرات ظاہر کر رہی ہیں

اگر کوئی اس مذہب اسلام کے سوا اپنے مذہب کے اندر انوار و برکات اور تاثیرات رکھتا ہے تو پھر وہ آئے ہمارے ساتھ مقابلہ کر لے اور ہم نے ہمیشہ ایسی دعوت کی ہے کوئی مقابلہ پر نہیں آیا۔

سوال۔ اگر اسلام کے سوا کوئی دوسرا مذہب اپنے اندر انوار و برکات نہ رکھتا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک قبول نہیں ہو سکتا تھا تو پھر جبرہ کیوں رکھتا تھا؟

جواب۔ یہ تو ایک الگ امر ہے اس سے یہ تو نہیں ثابت ہوتا۔ کہ دوسرے مذاہب سچے تھے مان اس سے اگر کچھ ثابت ہوتا ہے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام جبر سے نہیں پہلے یا گیا۔ ان لوگوں کو سوچنے اور غور کرنے کا موقع دیا گیا ہے اور جیسا فرمایا تھا لا الہ الا اللہ قد تبیین اللہ من الخلق۔ اس پر عمل کیا گیا مجھے نہیں ہے کہ یہ تو قابل قدر بات تھی جس پر آپ اعراض کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا وما ارسلناک الا رحمتہ للعالمین یعنی اے رسول ہم نے تجھ کو رحمت للعالمین کر کے بھیجا ہے۔ پس یہ آپ کی رحمت کا ایک نمونہ تھا۔ قرآن شریف میں اگر تدریک بن تو اسکی روشن حقیقت آپ کو معلوم ہو جائے گی۔ توحید میں کوئی اثر باقی نہیں رہا ورنہ چاہئے تھا کہ امنیں اولیاء اللہ اور صلحاء ہوتے۔ یہودی سچے نہ تھے توحید پر عمل نہیں کیا سئلے ولی اور صلحا نہیں ہوتے۔

حضرت اقدس۔ اگر توحید میں کوئی تاثیر باقی ہوتی تو اسے ترک ہی کیوں کرتے۔ اگر آپ یہ کہیں کہ بعض نے ترک کیا ہے تو پھر بھی ہرگز بدستور قائم ہے۔ کہ جنہوں نے ترک نہیں کیا۔ انپر جو اثر ہوا ہے وہ پیش کردہ اور اگر کل نے ہی ترک کر دیا ہے۔ تو یہ ترک تاثیر کو باطل کرتا ہے ہم قرآن شریف کے لئے یہی نہیں مانتے۔ یہ سچ ہے کہ اکثر مسلمان نے قرآن شریف کو چھو دیا ہے لیکن پھر بھی قرآن شریف کے انوار و برکات اور اسکی تاثیرات ہمیشہ زندہ اور تازہ بتازہ ہیں چنانچہ میں اسوقت اسی ثبوت کے لئے بھیجا گیا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے اپنے وقت پر اپنے بندوں کو اسکی حمایت اور تائید کے لئے بھیجتا رہا ہے۔ کیونکہ اس نے وعدہ فرمایا تھا۔ انانحن نزلنا الذکر واذالہ لعلنا نفظون یعنی بے شک ہم نے ہی اس ذکر (قرآن شریف) کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اسکے محافظ ہیں۔

قرآن شریف کی حفاظت کا جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ تو ریت یا کسی اور کتاب کے لئے نہیں اسی لئے ان کتابوں میں انسانی چالاکیوں نے اپنا کام کیا۔ قرآن شریف کی حفاظت کا یہ بڑا دہر دست ذریعہ ہے کہ اسکی تاثیرات کا ہمیشہ تازہ تباہ ثبوت ملتا رہتا ہے۔

اور یہود نے چونکہ تورات کو بالکل چھوڑ دیا ہے اور انہیں کوئی اثر اور قوت باقی نہیں رہی جو انکی موت پر دلالت کرتی ہے۔

یہودی مسلمان قیامت پر ایمان لاتے ہیں وہ کوئی علامت ہیں جنکی وجہ سے وہ ایمان لاتے ہیں۔

حضرت اقدس۔ انسان کا اپنا جسم ہی اسکو حشر و نشر پر ایمان لانے کے لئے مجبور کرتا ہے۔ کیونکہ ہر آن اس میں حشر و نشر ہو رہا ہے۔

یہاں تک کہ تین سال کے بعد یہ جسم رہتا ہی نہیں اور دوسرا جسم آجاتا ہے یہی قیامت ہے اس کے سوا یہ ضروری امر نہیں کہ مسائل کو عقلی طور پر ہی سمجھ لے۔ بلکہ انسان کا فرض ہے کہ وہ اس بات پر ایمان لائے کہ اللہ تعالیٰ اپنے افعال اور

صفات کے ساتھ موجود ہے اور اسکی صفات میں سے یہی ہے۔ یحییٰ بن علیٰ بن ابی طالب

کے لئے قدس۔

تو اس بات کے ماننے میں کہ قیامت ہوگی کیا شک ہو سکتا ہے۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ ہم اسکا ثبوت یہاں ہی رکھتے اور دیکھتے ہوں بے شک قیامت حق ہے۔ اور اسکی قدرتوں کا

ایک نمونہ۔

اللہ تعالیٰ علیٰ کل شیء قدير۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ حشر و نشر پر ہی قادر ہے اور حشر و نشر قدرت ہی پر موقوف ہے یہ اسلام کی خصوصیات ہیں کہ اسلام نری تعلیم ہی نہیں دیتا بلکہ جب انسان اس تعلیم پر عمل کرتا ہے تو

اللہ تعالیٰ اپنے نشانات اور آیات ہی دکھاتا ہے چنانچہ جب وہ اپنے نفس کا تزکیہ کرتا ہے اور

اپر ایمان لاتا ہے تو وہ آیات اللہ کو دیکھتا ہے جس سے اسکا ایمان عرفان کے رنگ میں مضبوط ہو جاتا ہے دوسرے ادیان کے متبعین میں یہ

آیات اور نشانات نہیں ہیں یہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل تبعین ہی کو ملتے ہیں جو

اپنے دل کو صاف کرتے ہیں اور ان میں کوئی شک و شبہ نہیں رہتا۔ اسوقت انہیں یہ نشانات

دیکھے جاتے ہیں جو ان کی معرفت اور قوت یقین کو بہت بڑا دیتے ہیں۔

کہ وہ مسیح کو آسمان سے لے آوے؟

حضرت اقدس۔ بے شک خدا تعالیٰ قادر ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ خلاف وعدہ کرتا ہے یا ایسے افعال ہی اس سے صادر ہوتے ہیں جو اسکی صفات کاملہ اور اسکی قدسیت کے خلاف ہوں۔ کہی نہیں ہو سکتا کہ وہ اپنے آپ کو قتل کر دے یا کوئی اپنا شیل پیدا کرے۔ یہ طرح پر جب کہ وہ ایک عہد کر چکا ہے کہ مردے واپس اس دنیا میں نہیں آتے تو وہ اسکا خلاف کیونکر کرے؟

قادر سمجھ کر خدا تعالیٰ کے لئے ایسے امور تجویز کر لینا جو اس کی صفات کاملہ کے منافی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی سخت تنہک اور توبہ ہے اور اس سے گونا گونا گئے۔ یہ محل ادب ہے۔

اس مقام پر یہودی صاحب ہی خاموش ہو گئے اور سلسلہ کلام ختم ہو گیا ہے۔ اعلیٰ حضرت (تشریف لے گئے۔ ایڈیٹر

۲۹ ستمبر ۱۹۰۵ء قبل دوپہر

ایک شخص نے سوال کیا کہ کیا آپ کے بعد بھی مجدد آئیگا؟

اس پر فرمایا۔ اس میں کیا ہرج ہے کہ میرے بعد بھی کوئی مجدد آجائے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت ختم ہو چکی تھی اسلئے مسیح علیہ السلام پر آپ کے خلف کا خاتمہ ہو گیا۔ لیکن انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ قیامت تک ہے اسلئے اس میں قیامت تک ہی مجدد دین آتے رہیں گے۔ اگر قیامت نے فنا کرنے سے چھوڑا تو کچھ شک نہیں کہ کوئی اور بھی آجائیگا۔ ہم ہرگز اس سے انکار نہیں کرتے کہ صالح اور بارگاہ لوگ آتے رہیں گے اور بقیۃ قیامت آجائیگی۔

مولویوں کے ذکر پر فرمایا

اگر تزکیہ نفس اور اتباع سنت امن ہو تو اس قدر اختلاف اور جھگڑا کیوں ہوتا۔ کوئی ہرج اسلام کا بھی نہ ہوتا مگر اب تو عام طور پر شخص جانتا ہے کہ ان لوگوں کی حالت کیسی ہو گئی ہے۔

آزمایش کے لئے دو چار مولوی لے آؤں گے دیکھ لو کہ کیا ہوتا ہے ہم ایک بات کہیں گے قطع نظر اس سے کہ وہ اس پر غور کریں فوراً اسکی تردید پر آمادہ ہو جائیں گے۔ میں افسوس سے کہتا ہوں کہ جیسا انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ یہودیوں کی سی حالت ہو جاوے گی۔

اب اس غلطی

دی حالت ہو چکی ہے۔ مجھے اس امر سے بہت محبت اور خواہش تھی اور ہے کہ کوئی ان میں زندگی چھوڑ کر انسانیت سے ہم پر اعتراض کر دے اور اسکا جواب غور سے سنے۔ میں اس بات پر

بھی رضامند اور خوش تھا کہ یہاں اگر ہمارے پاس رہتے ہم ہر طرح سے انکی خاطر داری اور تواضع کرتے۔ وہ ٹھنڈے دل سے اپنے ہتھکڑ

پیش کرتے اور عید الفطر لوگوں کی طرح جواب سنتے پھر جو اعتراض رہتا یا اس جواب پر ہوتا

پیش کرتے مگر انہوں نے اس طریق کو بالکل چھوڑ دیا۔ اور عداوتی پوشی کی ہے وہ چاہتے نہیں کہ انکی آنکھ کھلے اور حق ظاہر ہو۔ اگرچہ وہ اس میں کامیاب نہیں ہو سکتے اسلئے کہ یہ ارادہ انکا اللہ تعالیٰ کے ارادہ کا صریح مخالف ہے۔

کوئی گالی ہے جو انہوں نے ہمکو نہیں دی اور کوئی نام ہے جو انہوں نے ہمارا نہیں رکھا۔ انسان کا فرض تو یہ ہے کہ اگر اسے راستی ملے تو اس کے لینے میں چون و چرا نہ کرے مگر انہوں نے ذرا سے اختلاف کی وجہ سے

(جو وہ بھی اختلاف نہ تھا) ساری صداقتوں کا خون کر دیا۔ ہمارا انکا بہت سے امور میں اتفاق تھا صرف ایک بات پیش کی تھی مسیح ابن مریم مر گیا ہے اور انیوالا موعود انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے موافق تم ہی

میں سے آیا ہے میں حیران ہوں کہ ایک طرف تو یہ تسلیم کرتے ہیں کہ انیوالا موعود حکم ہو کر آئے گا۔ دوسری طرف حالت یہ ہے کہ ایک بات بھی ماننے کو طیار نہیں پھر وہ حکم کس بات کا ہو گا۔ اگر ان کے زعم اور خیال کے موافق مسیح آسمان سے ہی آجائے تب

یہ یقینی امر تھا کہ اسے ہرگز تسلیم نہ کرتے۔ کیونکہ یہ حیثیت حکم ہونے کے اسکا تو کام یہ ہوتا کہ وہ سب کی غلطیاں نکال کر صراط مستقیم پر سب کو لاتا۔ اور یہ اپنی غلطیوں کو چھوڑنے والے

نہیں۔ خفیہ شافعی مالکی۔ حنبلی۔ شیعہ خارج۔ وغیرہ وغیرہ ہر فرقہ والا اپنی بات سے لمنوانی چاہتا اور جسکی وہ نہ مانتا اس کے نزدیک ہی کافر اور بدین ٹھہرتا۔ ہر ایسی صورت میں ہم کیونکر مان لیں کہ یہ اپنے فرضی مسیح کو مان لیں گے۔ حکم اسے کہتے ہیں جو قاضی ہوا اور غلطیاں نکال کر اصلاح کرے۔ ہم تو ذرا سی ہی غلطی پیش کی تھی کہ مسیح مر گیا ہے اور وہ نہیں آئیں گے انیوالا امتی ہے جیسا کہ قرآن منکھ کہتا ہے اور بخاری اور مسلم میں بھی منکھ ہی آیا ہے۔ اب اس غلطی

کو جو اسلام کی عظمت اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت شان کی صریح مخالف ہے یہ چھوڑ نہیں سکتے۔ اور میرا فیصلہ تسلیم نہیں کرتی بلکہ خود مجھ پر حکم ہونا چاہتے ہیں + افسوس ہے کہ میں اس اختلاف کی وجہ سے جو اسلام کی زندگی کا اصل ذریعہ ہے کافر اور یہ اپنے ہزاروں خطرناک اختلافوں کی وجہ سے یہی مسلمان کے مسلمان ہی ہیں۔

شیعہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخلص اور جان نثار صحابہ کو سب و شتم کرتے ہیں اور ان کو کافر اور زندہ بتاتے ہیں اور پھر یہی وہ شیخے کے سچے۔ اب کوئی انصاف کرے کہ وہ انیوالا حکم

اعین اگر کیا کرے گا۔ کیا وہ بھی ان کے ساتھ تبرا میں شامل ہو گا یا اس سے ان کو باز رہنے کی ہمت کرے گا؟

اگر ان میں خوف خدا ہوتا اور یہ تقویٰ سے کام لیتے اور لا تقف ما لیس الذی بہ علم پر عمل کرتے۔ اور میری باتوں کو غور سے سنتے اور پھر اپنے فکر کرتے اس کے بعد حق تھا جو چاہتے تھے مگر انہوں اسکی ہر دانی اور خدا کے خوف سے نہ ٹھوکر جو منہ میں آیا کہ گزرے۔

میں سخت افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ ان لوگوں کی حالت مسخ ہو گئی ہے یہی توفی کا لفظ یوسف علیہ السلام کے لئے ہوتا موت کے معنی۔ کریں۔ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوتا موت کے معنی کریں۔ لیکن مسیح کی نسبت ہوتا اس کے معنی جسم عنفری کے ساتھ آسمان پر جانا ہو کہ تندر جرات اور دلیری ہے کیا انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذرا ہی عزت ان کے دل میں نہیں؟ اگر وہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی معنی کرتے تو ہم سمجھ لیتے کہ یہ کوئی خصوصیت پیدا نہیں کرتے مگر اب تو یہ خاص طور پر مسیح ہی کے ساتھ اس امر کو مخصوص کرتے ہیں۔ حالانکہ جسم عنفری کے ساتھ آسمان پر جانے کا کوئی بھی قائل نہیں نہ یہودی قائل نہ عیسائی۔ یہودی تو رفع روحانی کے

بھی قائل نہیں۔ عیسائی جلالی جسم کے قائل ہیں گو وہ اس میں چھوٹے ہیں اس لئے انہوں نے جب مسیح کو دیکھا تو وہ وہی عنفری جسم تھا۔ کیونکہ اس میں زخم موجود تھے اور خود انہوں نے ہاتھ ڈال کر دیکھا با این عیسائیوں نے سمجھ لیا۔ کہ جسم عنفری آسمان پر نہیں جاتا اسی لئے انہوں نے جلالی جسم تجویز کیا۔

حضرت مسیح کی وفات کا مسئلہ بہت صاف تھا اور اس کے لئے خود مسیح کا اپنا اقرار اللہ تعالیٰ کا قول اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم دید

کو جو اسلام کی عظمت اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت شان کی صریح مخالف ہے یہ چھوڑ نہیں سکتے۔ اور میرا فیصلہ تسلیم نہیں کرتی بلکہ خود مجھ پر حکم ہونا چاہتے ہیں + افسوس ہے کہ میں اس اختلاف کی وجہ سے جو اسلام کی زندگی کا اصل ذریعہ ہے کافر اور یہ اپنے ہزاروں خطرناک اختلافوں کی وجہ سے یہی مسلمان کے مسلمان ہی ہیں۔

شیعہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخلص اور جان نثار صحابہ کو سب و شتم کرتے ہیں اور ان کو کافر اور زندہ بتاتے ہیں اور پھر یہی وہ شیخے کے سچے۔ اب کوئی انصاف کرے کہ وہ انیوالا حکم

اعین اگر کیا کرے گا۔ کیا وہ بھی ان کے ساتھ تبرا میں شامل ہو گا یا اس سے ان کو باز رہنے کی ہمت کرے گا؟

اگر ان میں خوف خدا ہوتا اور یہ تقویٰ سے کام لیتے اور لا تقف ما لیس الذی بہ علم پر عمل کرتے۔ اور میری باتوں کو غور سے سنتے اور پھر اپنے فکر کرتے اس کے بعد حق تھا جو چاہتے تھے مگر انہوں اسکی ہر دانی اور خدا کے خوف سے نہ ٹھوکر جو منہ میں آیا کہ گزرے۔

میں سخت افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ ان لوگوں کی حالت مسخ ہو گئی ہے یہی توفی کا لفظ یوسف علیہ السلام کے لئے ہوتا موت کے معنی۔ کریں۔ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوتا موت کے معنی کریں۔ لیکن مسیح کی نسبت ہوتا اس کے معنی جسم عنفری کے ساتھ آسمان پر جانا ہو کہ تندر جرات اور دلیری ہے کیا انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذرا ہی عزت ان کے دل میں نہیں؟ اگر وہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی معنی کرتے تو ہم سمجھ لیتے کہ یہ کوئی خصوصیت پیدا نہیں کرتے مگر اب تو یہ خاص طور پر مسیح ہی کے ساتھ اس امر کو مخصوص کرتے ہیں۔ حالانکہ جسم عنفری کے ساتھ آسمان پر جانے کا کوئی بھی قائل نہیں نہ یہودی قائل نہ عیسائی۔ یہودی تو رفع روحانی کے

بھی قائل نہیں۔ عیسائی جلالی جسم کے قائل ہیں گو وہ اس میں چھوٹے ہیں اس لئے انہوں نے جب مسیح کو دیکھا تو وہ وہی عنفری جسم تھا۔ کیونکہ اس میں زخم موجود تھے اور خود انہوں نے ہاتھ ڈال کر دیکھا با این عیسائیوں نے سمجھ لیا۔ کہ جسم عنفری آسمان پر نہیں جاتا اسی لئے انہوں نے جلالی جسم تجویز کیا۔

حضرت مسیح کی وفات کا مسئلہ بہت صاف تھا اور اس کے لئے خود مسیح کا اپنا اقرار اللہ تعالیٰ کا قول اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم دید

کو جو اسلام کی عظمت اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت شان کی صریح مخالف ہے یہ چھوڑ نہیں سکتے۔ اور میرا فیصلہ تسلیم نہیں کرتی بلکہ خود مجھ پر حکم ہونا چاہتے ہیں + افسوس ہے کہ میں اس اختلاف کی وجہ سے جو اسلام کی زندگی کا اصل ذریعہ ہے کافر اور یہ اپنے ہزاروں خطرناک اختلافوں کی وجہ سے یہی مسلمان کے مسلمان ہی ہیں۔

شیعہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخلص اور جان نثار صحابہ کو سب و شتم کرتے ہیں اور ان کو کافر اور زندہ بتاتے ہیں اور پھر یہی وہ شیخے کے سچے۔ اب کوئی انصاف کرے کہ وہ انیوالا حکم

اعین اگر کیا کرے گا۔ کیا وہ بھی ان کے ساتھ تبرا میں شامل ہو گا یا اس سے ان کو باز رہنے کی ہمت کرے گا؟

اگر ان میں خوف خدا ہوتا اور یہ تقویٰ سے کام لیتے اور لا تقف ما لیس الذی بہ علم پر عمل کرتے۔ اور میری باتوں کو غور سے سنتے اور پھر اپنے فکر کرتے اس کے بعد حق تھا جو چاہتے تھے مگر انہوں اسکی ہر دانی اور خدا کے خوف سے نہ ٹھوکر جو منہ میں آیا کہ گزرے۔

میں سخت افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ ان لوگوں کی حالت مسخ ہو گئی ہے یہی توفی کا لفظ یوسف علیہ السلام کے لئے ہوتا موت کے معنی۔ کریں۔ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوتا موت کے معنی کریں۔ لیکن مسیح کی نسبت ہوتا اس کے معنی جسم عنفری کے ساتھ آسمان پر جانا ہو کہ تندر جرات اور دلیری ہے کیا انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذرا ہی عزت ان کے دل میں نہیں؟ اگر وہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی معنی کرتے تو ہم سمجھ لیتے کہ یہ کوئی خصوصیت پیدا نہیں کرتے مگر اب تو یہ خاص طور پر مسیح ہی کے ساتھ اس امر کو مخصوص کرتے ہیں۔ حالانکہ جسم عنفری کے ساتھ آسمان پر جانے کا کوئی بھی قائل نہیں نہ یہودی قائل نہ عیسائی۔ یہودی تو رفع روحانی کے

بھی قائل نہیں۔ عیسائی جلالی جسم کے قائل ہیں گو وہ اس میں چھوٹے ہیں اس لئے انہوں نے جب مسیح کو دیکھا تو وہ وہی عنفری جسم تھا۔ کیونکہ اس میں زخم موجود تھے اور خود انہوں نے ہاتھ ڈال کر دیکھا با این عیسائیوں نے سمجھ لیا۔ کہ جسم عنفری آسمان پر نہیں جاتا اسی لئے انہوں نے جلالی جسم تجویز کیا۔

حضرت مسیح کی وفات کا مسئلہ بہت صاف تھا اور اس کے لئے خود مسیح کا اپنا اقرار اللہ تعالیٰ کا قول اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم دید

کو جو اسلام کی عظمت اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت شان کی صریح مخالف ہے یہ چھوڑ نہیں سکتے۔ اور میرا فیصلہ تسلیم نہیں کرتی بلکہ خود مجھ پر حکم ہونا چاہتے ہیں + افسوس ہے کہ میں اس اختلاف کی وجہ سے جو اسلام کی زندگی کا اصل ذریعہ ہے کافر اور یہ اپنے ہزاروں خطرناک اختلافوں کی وجہ سے یہی مسلمان کے مسلمان ہی ہیں۔

شیعہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخلص اور جان نثار صحابہ کو سب و شتم کرتے ہیں اور ان کو کافر اور زندہ بتاتے ہیں اور پھر یہی وہ شیخے کے سچے۔ اب کوئی انصاف کرے کہ وہ انیوالا حکم

شہادت۔ صحابہ کا اجماع کافی دلائل تھے۔ مگر انہوں نے ذرا بھی پروا نہ کی۔ اور سچ پوچھو تو یہ یہودیوں سے بھی گزرے ہوئے اس لئے کہ وہ تو ایک جماعت بنا کر مسیح کے پاس گئے اور ان سے ان کے دعاوی کی تحقیق کی۔ مگر یہ کب میرے پاس آئے اور انہوں نے پوچھا۔

سپر ستمبر ۱۹۷۵ء قبل دوپہر

مولوی غلام رسول صاحب راجیکے نے

اپنا بے نقط عربی قصیدہ سنایا۔

تحریک سے فرمایا

ایک پادری نے مجھ پر اعتراض کیا کہ فیضی کی تفسیر اعلیٰ درجہ کی فصاحت و بلاغت میں ہے کیونکہ ساری بے نقط لکھی ہے مگر اس کا جواب دیا کہ بے نقط لکھنا کوئی اعلیٰ درجہ کی بات نہیں یہ ایک قسم کا تکلف ہے اور تکلفات میں پڑنا انوار ہے مومن کی شان یہ ہے والذین ہم عن اللغو معرضون یعنی مومن وہ ہوتے ہیں جو لغو باتوں سے اجتناب کرتے ہیں اگر بے نقط ہی کو معجزہ سمجھتے ہو تو قرآن شریف میں بھی ایک بے نقط معجزہ ہے اور وہ یہ ہے

مہربان فیہ اس میں ربیب کا کوئی لفظ نہیں۔ یہی اس کا معجزہ ہے لایا تیبہ الباطل۔ اس سے بڑھ کر اور کیا خوبی ہوتی ہے نئی بار شہاد دیا ہے کہ کوئی ایسی سچائی پیش کرو۔ جو ہم قرآن شریف سے نہ نکال سکیں۔ لا رطب ولا یابس اسی کتاب میں۔ یہ ایک ناپید انکار سمندر ہے اپنے حقائق اور معارف کے لحاظ سے اور اپنی فصاحت و بلاغت کے رنگ میں۔

اگر بشر کا کلام ہوتا تو سطحی خیالات کا نمونہ دکھاتا جاتا مگر یہ طرز ہی اور ہے جو بشری طرزوں سے الگ اور ممتاز ہے اس میں باوجود اعلیٰ درجہ کی بلند پروازی کے نمود و نمائش بالکل نہیں خود فرمایا کہ امتیوں کے لئے ہے۔ اور پھر او لطف ہے کہ ظاہر تو امتیوں کے لئے ہے اور باطن ہر ایک کے سیراب کرنے والا ہے۔

خواجہ صاحب نے پوچھا کہ سورہ رحمان

میں اعادہ کیوں ہوا؟ فرمایا

اس قسم کا التزام اللہ تعالیٰ کے کلام کا ایک ممتاز نشان ہے انسان کی فطرت میں یہ ہر امر واقع ہوا ہے کہ موزون کلام اسے جلد یاد ہو جاتا ہے اسی لئے فرمایا لقد یسرنا القرآن للذکر۔

یعنی بے شک ہم نے یاد کرنے کے لئے قرآن شریف کو آسان کر دیا ہے۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی ساری چیزوں میں ایک حسن ہے تو کیا یہ ضروری نہیں کہ اس کے کلام میں بھی حسن ہو؟ یہ اس کا ایک حسن ہے۔ اگر قرآن مجید درویدہ بیان ہوتا تو اس سے کیا فائدہ ہوتا۔ طبائع کو اس کی طرف توجہ ہی نہ ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں عجیب عجیب قسم کی مخلوق دیکھی جاتی ہے۔

عجائب خانہ میں جاکر بعض جانور اس قسم کے دیکھ گئے ہیں کہ گویا وہ ایک خوبصورت چہیت ہیں۔ ان ساری باتوں پر نظر کر کے معلوم ہوتا ہے کہ رنگینی خلق خدا تعالیٰ کی عادت ہے۔

یہاں تک بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض جانور انڈی خود دیتے ہیں اور اس کے بچے اور جانور لگانے ہیں کوئلہ انڈے خود دیتی ہے اور کوئے کے آشیانہ میں رکھ دیتی ہے۔ پس جس جس قدر کوئی مخلوقات الہی کا اور افعال اللہ کا مشاہدہ کر لگا۔ اسی قدر اس کا تعجب بڑھتا جائیگا۔ اسی طرح اس کے افعال میں لا انتہا اسرار ہوتے ہیں۔ جن کا مشاہدہ افعال اللہ کی حمد میں سے ہو جاتا ہے حضرت حکیم الامت نے عرض کیا کہ

شاعر اور فصیح تو اس طرز بیان پر اعتراض کریں نہیں سکتا۔ اس لئے کہ خود ان کو اس امر کا التزام کرنا پڑتا ہے

پھر

حضرت حجت اللہ نے اسی سلسلہ کلام میں فرمایا کہ فبای الزود بکما تکل بان بار بار توجہ دلانے کے واسطے میں۔ اسی تکرار پر جاؤ قرآن شریف میں اور بھی تکرار ہے۔ میں خود بھی تکرار کو اسی وجہ سے پسند کرتا ہوں۔ میری تحریروں کو اگر کوئی دیکھتا ہے تو وہ اس تکرار کو کثرت پایگا حقیقت سے ناخبر انسان اس کو منافی بلاغت سمجھے لگا اور لگا کہ یہ بھول کر لکھا ہے حالانکہ یہ بات نہیں ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ شاید پڑھنے والا پہلے جو کچھ لکھا ہے۔ اسے بھول گیا ہو۔

اس لئے بار بار یاد دلانا ہوں تاکہ کسی مقام پر تو اس کی آنکھ کھلے

انما الاعمال بالنیات

علامہ برین تکرار پر اعتراض ہی ہے فائدہ ہے اس لئے کہ یہ ہی تو انسانی فطرت میں ہے کہ جب تک بار بار ایک بات کو دہرائے نہیں وہ یاد نہیں ہوتی۔ سبحان ربی الاعلیٰ اور سبحان ربی العظیم بار بار کیوں کہلایا ایک بار ہی کافی تھا؟ نہیں اس میں یہی سر ہے کہ کثرت تکرار اپنا ایک اثر ڈالتی ہے اور غافل سے غافل قوتوں میں بھی

ایک بیداری پیدا کر دیتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ادکر اللہ کثیرا لعلکم تفلحوا

یعنی اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔

جس طرح ذہنی تعلق ہوتا ہے اور کثرت تکرار ایک بات کو حافظہ میں محفوظ کر دیتی ہے اس طرح ایک روحانی تعلق بھی ہے۔ اس میں بھی تکرار کی حاجت ہے بدون تکرار وہ روحانی پیوند اور رشتہ قائم نہیں رہتا۔ اور پھر سچ تو یہ ہے کہ اس بات نیت پر موقوف ہے جو شخص حرف حفظ کرنے کی نیت سے پڑھتا ہے وہ تو دہن تک رہتا ہے اور جو شخص روحانی تعلق کو بڑھاتا ہے حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک آیت اتنی مرتبہ پڑھتا ہوں کہ وہ آخر وحی ہو جاتی ہے صوفی بھی اسی طرف گئے ہیں اور اذکر اللہ کثیرا کے یہ معنی ہیں۔ یعنی اس قدر ذکر کرو کہ گویا اللہ تعالیٰ کا نام گفتگو ہو جاوے۔

انبیاء علیہم السلام کے طرز کلام میں یہ بات عام ہوتی ہے کہ وہ ایک امر کو بار بار اور مختلف طریقوں سے بیان کرتے ہیں۔ ان کی اس غرض یہی ہوتی ہے کہ تا مخلوق کو قطع ہوئے میں خود دیکھتا ہوں اور میری کتاب میں پڑھنے والے جانے ہیں کہ اگر چار صفحے میری کسی کتاب کے دیکھے جاویں تو ان میں ایک ہی امر کا ذکر بچاس مرتبہ آئیگا۔ اور میری غرض یہی ہوتی ہے کہ شاید پہلے مقام پر اسے غور نہ کیا ہو اور دہرائی ہو اس سے غور سے گذر گیا ہو۔

قرآن شریف میں اعادہ اور تکرار کی بھی یہی حکمت ہے یہ تو احمقوں کی خشک منطق ہے جو کہتے ہیں کہ بار بار تکرار سے بلاغت جاتی رہتی ہے۔ وہ کہتے رہیں۔ قرآن شریف کی غرض تو ایک بیمار کا اچھا کرنا ہے وہ تو ضرور ایک مریض کو بار بار دوا دیگا۔ اگر یہ قاعدہ صحیح نہیں تو پھر ایسے معترض جب کوئی ان کے ہاں بیمار ہو جاوے تو اسے بار بار دوا کیوں دیتے ہیں اور آپ کیوں دن رات کے تکرار میں اپنی غذا لباس وغیرہ امور کا تکرار کرتے ہیں۔ پچھلے دنوں میں نے کسی اخبار میں پڑھا تھا کہ ایک انگریز نے محض اسی وجہ سے خودکشی کر لی تھی کہ بار بار وہی دن رات اور غذا مقرر ہے اور میں اس کو برداشت نہیں کر سکتا۔

معجزات سچ کے تعلق کہا گیا کہ انزال میں جو تعزیم کی گئی ہے اس سے انکار پایا جاتا ہے؟

فرمایا

تعب کی بات ہے کہ وہ انکار ہے یا اقرار۔ معجزات مسیح کا تو اقرار کیا ہے اور ہم اب بھی اقرار کرتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام سے خوارق کا ظہور ہوا۔ لیکن یہ سچ ہے کہ ان معجزات کی حقیقت جو خدا تعالیٰ نے ہم پر کھولی اسے ہم نے بحیثیت حکم ظاہر کر دیا ہے۔ اس کی ہر کچھ پر وہ انہیں کہ یہ لوگ اس پر گالیان دیتے ہیں یا کیا کہتے ہیں۔ یہ لوگ اگر میری بات سے انکار کرتے ہیں تو پھر مجھ سے نہیں بلکہ قرآن شریف سے انکار کرتے ہیں۔ کیونکہ میں نے جو کچھ لکھا ہے اپنی طرف سے تو کھتا ہی نہیں قرآن شریف ہی کو لکھا ہے کیا یہ سچ نہیں ہے کہ قرآن شریف نے صاف طور پر فرمادیا ہے کہ حقیقی مردے والہ نہیں آتے فیمساک الی قضی علیہا الموت کے کیا معنی ہیں۔

پھر اگر یہ یہ کہا کہ وہ مردے جو حضرت مسیح نے زندہ کئے وہ حقیقی مردے نہ تھے جو آیت فیمساک الی قضی علیہا الموت کے وعدے کے موافق واپس نہیں آتے تو کیا برا کیا۔ اس سے معجزات کا انکار کیا گیا ثابت ہوا میرا معجزات سے انکار تو ثابت نہیں ہوتا البتہ ایسا اعتراض کرنے والے کا قرآن شریف سے انکار ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ ایک جگہ دو جگہ بار بار قرآن شریف کے متعدد مقامات سے یہ امر ثابت ہو رہا ہے ایک اور جگہ فرمایا

وحرام علی قریۃ اہلکنا انہم لا یرجعوا ابناؤ کہ جب اللہ تعالیٰ کہوں کہول کر ایک امر کو بیان کر دے کہ مردہ حقیقی واپس نہیں آیا کرتا۔ تو پھر قرآن شریف کی تعلیم سے یہ کیسا انحراف ہے کہ خواہ خواہ یہہ تجویز کیا جاوے کہ فلاں شخص ایسا کرتا تھا۔ خدا سے گونا گوا ہے ایسی باتوں کو منہ سے نکالتے وقت اللہ تعالیٰ کا ادب کرو۔ ہاں یہ سچ ہے کہ بعض لوگ جو مردہ ہی کی طرح ہوجاتے ہیں اور کوئی امید زندگی کی باقی نہیں ہوتی صرف وہم باقی ہوتا ہے ہر قسم کی تدبیر کی راہ بند ہوتی ہے اسوقت اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے اپنے کسی بندہ کی دعاؤں سے اس مردہ کو زندہ کر دیتا ہے یہہ بھی احیاء موتی ہی ہوتا ہے۔ اور یہاں بھی اس قسم کی مثالیں موجود ہیں۔ نواب صاحب کے لڑکے عبدالرحیم کو جن لوگوں نے دیکھا ہے وہ اسکی شہادت کو دے سکتے ہیں کہ اس کی کیا حالت تھی اسی زندگی (بفضلہ تعالیٰ) میں خود اس مردہ کو زندہ ہوتے دیکھا پڑھا کی کوئی امید بھی باقی نہ تھی۔